شمعِ ولا

ظفر عباس ظفر

ادارۂ تبلیغ تعلیمات اسلامی پاکستان

پی او بکس 11430 کراچی فون 6621410

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا علی مدد

شمعِ ولا

مجموعہ کلام

ظفر عباس ظفر

ناشر

ادارۂ تبلیغ تعلیماتِ اسلامی پاکستان

پی او بکس: 11430 کراچی فون: 6621410

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب کا نام — شمعِ وِلا

سخنور — ظفر عباس ظفرؔ

سرورق وطباعت — عارف جعفری (ایچ اے گرافکس)
R-948/20 سادات کالونی انچولی کراچی
موبائل : 0300-9298560

کتابت — سید طارق محمود حسن جعفری

سنِ اشاعت — 2003ء

تعداد — 1000

ہدیہ — =/110

ملنے کا پتہ — R-927/20 سادات کالونی (انچولی) کراچی

موبائل : 0333-2109335

ناشر — ادارہ تبلیغ تعلیماتِ اسلامی پاکستان

پی او بکس : 11430 کراچی فون : 66214

اِنتساب

شُہدائے مِلّت جعفریہ

کے نام

maablib.org

التماسِ سورۂ فاتحہ

- مرحوم مولانا محمد قاسم زیدی
- مرحوم مولانا سید محمد نجفی
- مرحوم علامہ عرفان حیدر عابدی و اہلیہ
- مرحوم عباس حیدر
- مرحومہ حمیدہ بیگم
- مرحوم اصغر عباس
- مرحوم سید ظفر حسنین
- مرحوم سید مظہر حسنین
- مرحوم سید ظلِّ حسنین
- مرحوم سید علی امیر جعفری
- مرحوم سید ابرار حسین نقوی
- مرحوم سید مرتضیٰ حسین نقوی
- مرحومہ سیدہ طاہرہ خاتون نقوی
- مرحومہ سیدہ ملکہ سحر نقوی
- اور کل مومنین و مومنات مرحومین
- خصوصاً شہدائے ملت جعفریہ کے لیئے

ایک سورۂ فاتحہ

فہرست

مضامین	صفحہ نمبر
قطعِ تاریخ ...... حضرت شاہد نقوی	۶
عرضِ ناشر	۷
چند تاثرات ...... پروفیسر سحر انصاری	۹
طبعِ رسا کا سفر .... قیصر ابن نسیم امروہوی	۱۲
رسائی ادب اور ظفر عباس ظفر ۔ پروفیسر حسن اکبر کمال	۱۵
جوان شاعر کی بزرگ شاعری .. مولانا محمد عون نقوی	۱۷
عرضِ مصنف	۱۹
مدحت اور ظفر ..... سید نسیم الحسن حسن زیدی	۲۱
حمد	۲۳
نعت	۲۴ — ۲۹
منقبت	۳۰ — ۶۲
سلام	۶۳ — ۷۸
نوحے	۷۹ — ۱۵۳
نظمیں اور ترانے	۱۵۶ — ۱۸۴

کلیمِ آلِ عبا
حضرت شاہد نقوی

قطعِ تاریخ

حُسن و نکہت کے اضافے کے لئے لازم ہے
کچھ نئے پھولوں سے آرائشِ گلشن کی جائے
اور مہکے یہ محبت کا حسیں گلدستہ
اور اِک شمعِ وِلا بزم میں روشن کی جائے

۱۴۲۴ ھ

maablib.org

عرضِ ناشر

اِدارہ تبلیغ تعلیمات اِسلامی گزشتہ ۴۰ سال سے خدمت مذہب وملت کے فرائض سرانجام دیتا چلا آرہا ہے۔شروع شروع میں اس کا مرکزی دفتر محلہ لقمان خیر پور میں قائم ہوا۔ جہاں پر اس ادارے کے تحت مجالس ومحافل کے پروگرام جاری وساری رہے۔وہاں ہی سے اس ادارے کے تحت غم کربلا، ست معجزانہ، نماز جعفریہ، معجزہ امام جعفر صادق علیہ السلام، مظلوم شہزادی بی بی حضرت سکینہ بنت الحسین، معجزہ حضرت سیدہ سلام اللہ علیہ میری نظر میں عزاداری کی شرعی حیثیت ، معجزہ حضرت عباس علمدار، جو چپ رہے گی زبان خنجر ،ذکر آل یسین ،سنرج ،نعت ومنقبت، دعائے ندبہ، دعائے کمیل، سفینہ فکر نامی کتب شائع ہوئیں اور ہفت روزہ اخبار صدائے کربلا، ماہنامہ عالمی امامیہ میگزین کراچی بھی اسی ادارے کے زیر اہتمام حیدرآباد / کراچی سے شائع ہو رہا ہے یہ ادارہ خالص دینی ہے۔اس کا کسی بھی قسم کی سیاست سے کوئی تعلق نہیں ہے۔اس ادارے کے پاس تمام مراجع عظام کے اجازہ ہائے خمس بھی موجود ہیں۔

زیر نظر کتاب بین الاقوامی شاعر جناب ظفر عباس ظفر کی ''شمع ولا'' کی اشاعت کا شرف اس ادارے کو حاصل ہو رہا ہے ۔ہم جناب ظفر عباس ظفر کے شکر گذار ہیں جنہوں نے اس کی اشاعت کی

اجازت دی۔ دراصل ظفر عباس ظفر نے کم وقت میں زیادہ محنت ولگن سے اپنی فیلڈ میں نمایاں مقام حاصل کیا۔ یہ کراچی کے شعراء ومنقبت خواں حضرات کو پورے ملک میں لے جا کر محفل ومیلاد کی زینت بناتے ہیں۔ یہ ان کا خاندانی فیض ہے کہ انہوں نے ایک دینی گھرانے میں دینی ماحول میں پرورش پائی اور خاکپائے اہلبیت کے خوگر بنے۔

ظفر عباس ظفر کی زیر نظر کتاب کی اشاعت میں ادارے کے سربراہ مولانا سید محمد عون نقوی نے گہری دلچسپی لی۔ اور معروف شعراء نے اپنے تاثرات قلمبند کیے جس سے اس کتاب کی اہمیت اور کلام کی حیثیت کا اندازہ قارئین بخوبی لگا سکتے ہیں۔

ادارے کی جانب سے خلافت علی ازقرآن ۱۰ جلدیں، واقعہ ٹھیٹری کے اسباب، مطالعہ حج وعمرہ، مجالس بوترابی، دنیا یہودیوں کا کھلونا اور بعض دیگر کتابیں جلد ہی منظر عام پر آرہی ہیں۔ مومنین سے کتب کی اشاعت کے لئے بھرپور تعاون کی التماس ہے۔

طالب دُعا

سید محمد آصف زیدی

جنرل سیکریٹری

اِدارۂ تبلیغ تعلیمات اِسلامی پاکستان

maablib.org

پروفیسر سحر انصاری

چند تأثرات

ظفر عباس ظفر ایک خوش مزاج اور مہذب نوجوان ہیں۔ انہوں نے بہت جلد اپنے کلام اور اپنی آواز سے ایک نمایاں مقام حاصل کرلیا ہے۔ پاکستان کے مختلف شہروں میں منعقد ہونے والی محفلوں اور مجلسوں میں تو انہیں مدعو کیا ہی جاتا ہے۔ لیکن بیرون پاکستان بھی وہ ایک مقبول اور ہر دلعزیز شاعر کی حیثیت سے بلائے جاتے ہیں۔

مذہبی اور رثائی شاعری کے بارے میں یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ اس میں انفرادیت پیدا کرنا خاصا مشکل کام ہے۔ عام طور پر شاعر حضرات عقائد و روایات کو سامنے رکھ کر کلام موضوع کرلیتے ہیں۔ اور اس کا زیادہ تر مقصد حصولِ ثواب ہوتا ہے۔ لیکن اگر حصول ثواب کے ساتھ ساتھ زبان، بیان، پیرایہ اظہار اور مضامین نو کا اہتمام بھی کلام میں ہوجائے تو اسے یقیناً شہرت اور مقبولیت حاصل ہوتی ہے اور اس کی ادبی اور معاشرتی حیثیت بھی قائم ہوجاتی ہے۔

ظفر عباس ظفر نے اس معیار پر اپنے کلام کو نکھارا اور سنوارا ہے۔ زیر تبصرہ مجموعہ "شمع ولا" ان کا چوتھا مجموعہ کلام ہے۔ جس میں حمد، نعت، منقبت، سلام اور نوحے اچھی خاصی تعداد میں موجود ہیں۔ ان کے علاوہ بعض اہم

مواقع کی مناسبت سے متعدد موضوعاتی نظمیں بھی لکھی ہیں ۔

شمعِ ولا میں محمدؐ اور آلِ محمدؐ آئمہ اطہار کے حضور ایسے انوار پیش کیئے ہیں کہ جنکی رہنمائی میں بہت کچھ سیکھا اور محسوس کیا جا سکتا ہے ۔ کیونکہ ظفر عباس ظفر کو قدرت کی طرف سے بہت پر سوز اور دلکش ترنم بھی ملا ہے ۔ اس لیئے ان کے کلام میں فطری طور پر ایک ایسا آہنگ موجود ہوتا ہے کہ کلام دل پر بھرپور اثر کرتا ہے ۔ بعض سلام اور نوحے بہت مشہور ہوئے ہیں اور متعدد نوحہ خواں اور منقبت خواں ظفر عباس ظفر کا کلام محافل و مجالس میں بڑے جذبے کے ساتھ سناتے ہیں اور سامعین پر اس کا گہرا اثر ہوتا ہے ۔ کئی زمینیں ان کی اپنی ہیں جو اس طرح مقبول ہوئی ہیں کہ کئی دوسرے شعراء نے بھی تقلید کرنے میں سعادت محسوس کی ہے ۔ ان کی ایک نظم کے چند مصرعے دیکھیئے ۔

- دل سے مرتضیٰؑ کو تو پکار
  صرف ایک بار صرف ایک بار

- یہ شرف یہ مرتبہ کسی کو کب ملا
  مادرِ علی شرف ہے یہ بھی آپ کا

- در بنی ہے کعبہ کی جدار
  صرف ایک بار صرف ایک بار

بعض منقبتوں میں انکے جذبے کی شدّت اور والہانہ پن بہت متاثر

کرتا ہے۔

میرے مولا میں سرِ راہ بکھر جاؤں گا
اب بھی مشہد نہیں جاؤں گا تو مر جاؤں گا

میری خواہش تو یہی ہے کہ میں رہ جاؤں وہیں
آخری بار زیارت کو اگر جاؤں گا

ان کے سلام اپنا ایک الگ رنگ رکھتے ہیں۔ جس کا اندازہ ان مطلعوں سے ہو سکتا ہے۔

غمِ حسین میں اشکِ عزا بہاتے ہیں
یہ بخششوں کے دیئے ہیں جو ہم جلاتے ہیں

یہ حقیقت ہے جو دنیا پہ عیاں آج بھی ہے
خطۂ کرب و بلا رشکِ جناں آج بھی ہے

اگر اس کربلائے نو میں دینا پڑ گیا سب کچھ
تو ہم قربان کر دیں گے عقیدے کے سوا سب کچھ

کلام کے محاسن اور اس کی تاثیر کا اندازہ تو پورے مجموعے کے مطالعے ہی سے ہو سکتا ہے "شمع ولا" کی یہ چند جھلکیاں تھیں جو میں نے پیش کر دیں۔ مجھے یقین ہے کہ اہلِ نظر ظفر کے کلام کو قدر اور پسندیدگی کی نظر سے دیکھیں گے۔

قیسم ابنِ نسیم امروہوی

طبعِ رسا کا سفر

انسان نے سنِ شعور کو پہنچنے کے بعد جب گھر کے دروازے سے باہر قدم رکھا تو مدرسہ، معاشرہ اور بیرونی ماحول سے سابقہ پڑا۔ پہلی تربیت گاہ "گھر" کے بعد مدرسہ، معاشرہ اور بیرونی ماحول انسان کی گویا تربیت گاہیں بن گئیں۔

سید ظفر عباس ظفرؔ حسنی کی خوش قسمتی ہے کہ بیرونی فضا میں بھی انہوں نے اپنے ہر شعبۂ حیات کو فطرتِ اسلاف اور اُسوۂ حسنیٰ کے دائرے میں محدود رکھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ظفر تہذیب و ادب کے حصار میں رہے اور اس حصار نے انکو "آزادیٔ اظہارِ عقیدت" جیسی نعمت سے نوازا۔ جو وِلائے آلِ محمدؐ کے بغیر کبھی حاصل نہیں ہو سکتی۔

ظفر عباس ظفرؔ عہدِ طفلی سے ہی دریائے شاعری کی پیراکی میں مصروف رہے۔ یہی وجہ ہے کہ دریائے وِلائے آلِ محمدؐ نے ان کو کوثر شناسِ آلِ محمدؐ سے وابستہ کر دیا۔ آخر کار وہ بھی وقت آگیا کہ ادب و سخن ظفرؔ کی گھٹی میں پیوست ہو گئے اور ظفر کی سانسیں سخن ساز بن گئیں۔ جو سنہ 1998ء کے وسط میں یہ پیغام نوید لائیں کہ ظفرؔ کی موجِ سخن زم زمِ ادب سے سفر کرتی ہوئی فراتِ ادب تک پہنچ گئی ہے.... ظفرؔ کا پہلا مجموعہ ...... "زم زم سے فرات تک" اسی کا نتیجہ ہے۔

اب ظفرؔ کی طبعِ رسا کو "حرم سے اہلِ حرم" تک سفر کرنا تھا۔

maablib.org

۱۹۹۸ئہ ابھی گذرا بھی نہ تھا کہ اس سفر کا آغاز ہو گیا۔ بحمد اللہ "حرم سے اہل حرم" تک کی منزل بھی ۱۹۹۹ئہ میں طے ہو گئی۔

زم زم۔ فرات۔ حرم۔ اہل حرم۔ یہ چاروں لفظ پڑھنے لکھنے میں تو آسان ہیں مگر اِن کا سمجھنا مشکل ہے۔ اور ان چاروں لفظوں کو اشعار میں پھیلانا سب سے زیادہ کٹھن ہے۔

ظفر کے سخنی ولولے کا کیا کہنا۔ کہ وہ اِن تمام منزلوں کو طے کر کے ۲۰۰۲ئہ میں بتصدقِ محمد و آلِ محمد مجموعہ نعت و منقبت کے خالق بن گئے، لیکن اُن کا سخنی سفر مجموعہ "نعت و منقبت" تک ہی محدود نہیں رہا، بلکہ انہوں نے نوحہ و نعت و منقبت و سلام کی تابانیوں سے اِس تیرہ معاشرے میں اِس عزم کے ساتھ اُجالے پھیلانے شروع کر دیئے کہ ایک دن وہ طاقِ حرمِ حیات میں ضرور شمعِ ولا روشن کریں گے۔

خدا کا شکر ہے کہ آج ریاضتِ ظفر کی "شمعِ ولا" طاقِ صفحہ ہستی میں منوّر نظر آتی ہے۔

ظفر ابتک کی اپنی سخنی کاوشوں سے یقیناً مطمئن ہوں گے۔ لیکن ان کی سچی اور بے باک فکر یہ بتاتی ہے کہ "دربیتِ نعت و منقبت و نوحہ و سلام" چومنے کے بعد ظفر کی پیشانیٔ قلم ایک دن ضرور "کعبۂ سخنی" یعنی مرثیہ کو سجدہ کرے گی۔ اور یہ سجدہ عبادتِ سخنی کی معراج ہو گا۔

ظفرِ عباس ظفر کے تمام مجموعہ ہائے کلام کا مطالعہ کرنے کے بعد ایسا لگتا ہے کہ "تائید ایزدی ظفر کے ساتھ ہے۔"

پھر کیوں نہ ظفرؔ "شمعِ وِلا" روشن کرنے کے لئے سب سے پہلے "حمد" کے اِس مطلع سے (جو اس مجموعۂ کلام "شمعِ وِلا" کا پہلا شعر بھی ہے) لَو لگائیں۔

ملاحظہ ہو:

کرامتوں میں جو اعلیٰ ہے وہ علی تُو ہے
زمانہ جس سے ہے روشن وہ روشنی تُو ہے

maablib.org

رسائی ادب اور ظفر عباس ظفر

پروفیسر حسن اکبر کمال

گذشتہ چند برس کے دوران رثائی ادب کے حوالے سے اور خاص طور پر نعت و منقبت، نوحہ و سلام بارگاہ خاتم المرسلین میں اور آل محمد مصطفیٰ کے حضور پیش کرنے کے حوالے سے جن جواں سال اور جواں حوصلہ شعراء نے محبان اسلام اور غلامان اہلبیت کے دلوں میں گھر بنایا اور ہدیہ ستائش پایا ان میں برادرم ظفر عباس ظفر کا نام بے حد نمایاں معروف اور مقبول ہے۔

جو عزت، توقیر اور مقبولیت انہیں بہت کم عرصے میں حاصل ہو گئی اس پر بہت سے عمر رسیدہ سخن ور رشک کرتے ہوں گے یہ مولا کی کرم نوازی ہے اور اللہ تعالیٰ کا ظفر پر احسان عظیم ہے کہ ان کو مداحیٔ آل نبیؐ کے سفر میں ظفر مند اور کامران کیا۔

دراصل یہ بابِ قبولیت وا ہونے کی بات ہے اور بابِ قبولیت اس وقت تک وا نہیں ہوتا جب تک شمع ولا کی روشنی میں خونِ دل کی تابش شامل نہ ہو جائے۔ اور جب تک مداحِ آلِ نبیؐ کا پورا وجود مودت کے جذبۂ صادق سے معمور نہ ہو۔ ظفر عباس ظفر کے مجموعۂ کلام "شمعِ ولا" کے ورق ورق پر بکھرے ہوئے خلوص عقیدت اور حب نبی و آل نبیؐ کے جلوے اس حقیقت کی عکاسی کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی فکر اور فن کو اس عظیم ترین خانوادے کی چوکھٹ سے وابستہ کر دیا ہے۔ ظفر نے اس امر کا ادراک کر لیا کہ دنیا اور آخرت میں سرخرو اور نجات کا وسیلہ اور

ضامن یہی اور صرف یہی خانوادہ ہے۔

جواں سال سخن ور ظفؔر کے کلام میں خاصی پختگی اور انفرادیت ہے جوان کے روشن مستقبل اور عروج کی آئینہ دار ہے۔ اُن کے یہاں روانی، سادگی اور سلاست کلام کی تاثیر کو فزوں تر کرنے میں معاون ثابت ہوتے ہیں عموماً ظفر بھاری بھرکم تراکیب اور فارسی آمیز بوجھل مصرعے لکھنے سے گریز کرتے ہیں۔ کلام عام فہم ہو، خیال بلند ہو، خوبصورت ہو، اثر انگیز ہو اور سادہ اسلوب کے سانچے میں ڈھل کر کاغذ پر سجے یا ظفؔر کی دلکش آواز میں مجلسوں، محفلوں میں گونج اُٹھے تو پھر ایسا کلام اور ایسے کلام کا خالق — دونوں ہی لوگوں کے دلوں میں مستقل جگہ بنا لیتے ہیں۔

میرے دل میں بھی ظفؔر عباس ظفر کے لئے جو میرے لئے چھوٹے بھائی کی طرح ہیں، بہت محبت ہے اور ان کے کلام کی تاثیر کا اعتراف بھی ہے۔

مولاؑ انہیں محفوظ و مامون اور کامیاب و کامران رکھیں۔

حسن اکبر کمال
۳۰ر جولائی سنہ ۲۰۰۳ء

جوان شاعر کی بزرگ شاعری

کہاوت مشہور ہے کہ "ذاکر بوڑھا ہوتا ہے اور ذاکری جوان" اس لئے کہ ذاکر کا تجربہ دن بدن بڑھتا جاتا ہے اور ذاکری میں مزید نکھار، نکات میں ندرت اور الفاظ میں ربط پیدا ہوتا چلا جاتا ہے۔ علم مطالعے کے ساتھ ساتھ مجالس کی کثرت سے بڑھتا ہے اور صنف شاعری کے اساتذہ شاعروں کیلئے بھی یہ ہی کلیہ بیان کرتے ہیں۔

لیکن میرے بچپن کے دوست، ہم جماعت اور ساتھی ظفر عباس ظفر کیلئے یہ اصول برعکس نظر آتا ہے۔ ظفر عباس ظفر نے شاعری کی ابتداء ہی میں اپنا لوہا منوایا اور بڑے بڑے شعراء سے آگے نکل گئے۔ شاعری کی فنی باریکیوں سے جلدی واقفیت حاصل کرلی اور تولا و تبرا دونوں کو جدید دور کے تقاضوں سے ہمکنار کرتے ہوئے نوجوان نسل کے جذبات کی عکاسی کرتے ہوئے اشعار کہے اور منظوم کلام کو نئے نئے اسلوبوں کے ساتھ خود ہی طرز بنا کر مجالس و محافل میں پیش کر کے داد و تحسین حاصل کرتے ہیں۔

ادارہ تبلیغ تعلیمات اسلامی پاکستان کو یہ شرف حاصل ہے کہ ظفر عباس ظفر کا مجموعہ کلام نعت و منقبت کے بعد شمع ولا شائع کرنے کی سعی کر رہا ہے۔

اس مجموعۂ کلام پر متعدد بزرگ شعراء و علماء نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ جس کے لئے ہم ان سب کے ممنون ہیں اور دعا گو ہیں کہ خداوند عالم نوجوان نسل کے جوان شاعر ظفر عباس ظفرؔ کی بزرگ بلند، معرفت سے پُر جدید تقاضوں سے ہمکنار شاعری میں مزید نکھار، جدّت اور ترقی عطا فرمائے۔ آمین!

دعاگو

(مولوی) سید محمد عون نقوی
سربراہ ادارہ تبلیغ تعلیمات اسلامی پاکستان
فون: 6621410
موبائل: 0300-8267261

عرضِ مصنف

الحمدللہ میرا چوتھا مجموعہ کلام "شمعِ ولا" جہاں آپ کی بصارتوں کو روشن کر رہا ہے وہاں میری حیاتِ ابدی کی راہیں بھی ہموار کر رہا ہے۔ یہ بات میری سوچ سے بالا تر تھی کہ اتنے کم وقت میں میرا چوتھا مجموعہ منظرِ عام پر آ گیا۔ مجھ سے محبت کرنے والے مومنین یہ پڑھکر مسرت محسوس کریں گے کہ انشاءاللہ جلد ہی میں مرثیہ نو تصنیف آپ کی خوبصورت سماعتوں کی نذر کر رہا ہوں۔

ہم بیرونی ممالک کے علاوہ پاکستان کے بانیانِ محفل و مجالس خصوصاً کراچی، جھمپیر، حیدر آباد، ہالا، بدین، ٹنڈو محمد خان، شہداد پور، میرپور خاص، نواب شاہ، ہنگورجہ، ٹھری میرواہ، کوٹ ڈیجی، بنگلہ، روہڑی، سکھر، خیرپور، لاڑکانہ، ملتان، اوکاڑہ، لاہور، خوشاب، گوجرانوالہ، اسلام آباد، پشاور اور کوئٹہ کے بانیان کے تہہ دل سے شکر گذار ہیں کہ وہ محافل و مجالس کے انعقاد کے سلسلے میں ہمیں مستقل یاد رکھتے ہیں ان کی محبتیں اور دعائیں ہمیں یقیناً اپنی منزل سے قریب کر رہی ہیں۔

اِن مؤدتوں کے سفر میں اپنے احباب سہیل شاہ، اور شاعر حسین زیدی کا بھی شکریہ ادا کروں گا جو اِن تمام محافل کے انعقاد میں بصد خلوص میری حوصلہ افزائی فرماتے ہیں اور ان تمام شعرا کا جو خلوص کے ساتھ اِن محافل کو رونق بخشتے ہیں۔

میں احسان مند ہوں کلیم آلِ عبا حضرت شاہد نقوی پروفیسر سحر انصاری، محترم قیصر ابن نسیم امروہوی، پروفیسر حسن اکبر کمال اور نسیم الحسن زیدی کا کہ ان بلند پایہ شخصیات نے میرے کلام کو اس قابل سمجھا کہ اُسکے بارے میں اظہارِ خیال کریں۔

میں ایک مرتبہ پھر ادارۂ تبلیغ تعلیمات اسلامی کے مولانا محمد عون نقوی کا ممنون و متشکر ہوں کہ میرے تیسرے مجموعہ کلام "نعت و منقبت" کے بعد "شمع ولا" کو زیورِ طباعت سے آراستہ کر کے مومنین تک پہنچایا۔

کتاب کی پروف ریڈنگ کے سلسلے میں اپنے دوست اور کوئٹہ کے نوجوان شاعر طالب حسین کا شکر گذار ہوں کہ انہوں نے میری معاونت کی۔

اور دعاگو ہوں اراکین انجمنِ رضاکارانِ حسین کیلئے جن کی شراکت سے تقریب رونمائی اور محفل منقبت کا انعقاد ممکن ہوا خصوصاً اپنے دوست عارف جعفری کا شکریہ کہ انہوں نے دن رات محنت کر کے کتابت کا کام پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

انشاء اللہ آپ کی پُرخلوص دعاؤں کے طفیل جلد ہی پانچواں مجموعۂ کلام بھی منظرِ عام پر آرہا ہے۔

ظفر عباس ظفر

maablib.org

(از نتیجۂ فکر: سید نسیم الحسن حسن زیدی)

مِدحت اور ظفر

قائل اِس بات کا ہر اک ہمداں آج بھی ہے
مِدحتِ آلِ نبیؐ نطق کی جاں آج بھی ہے

کمسنی سے ہے شَرف مَدح کا حاصل تو ظفر
کل بھی تھا مرتبہ داں۔ مرتبہ داں آج بھی ہے

دیکھ کر "شمعِ ولا" بولا ظفر کا ماضی
اِس میں تو جُرأتِ اظہارِ بیاں آج بھی ہے

ظفرؔ کی فکر کے تیور سے ہے روشن یکسر
شُعلیِ جذبۂ تخلیق، جواں آج بھی ہے

دے رہا ہے یہ خبر شمعِ ولا کا اجرا
قافلہ حق کی اشاعت کا رواں آج بھی ہے

صدقۂ لہجۂ میثم رضؓ ہے ظفر کا لہجہ
ظالمو! دیکھ لو زندہ وہ زباں آج بھی ہے

صاف کہتی ہے یہی ندرتِ اشعارِ ظفر
اوج پر درسِ انیسؔ کا نشاں آج بھی ہے

جمع پروانے پئے شمعِ ولا ہیں سرِ بزم
رُوح پرور یہ عقیدت کا سماں آج بھی ہے

فکرِ حسّان کا پرتو ہیں خیالاتِ ظفر
منظرِ خُم کی جواں، تاب وتواں آج بھی ہے

مدح گوئی کی سند ہے یہ ظفر کا مصرع
"کوئی غیبت میں ہمارا نگراں آج بھی ہے"

راہِ مدحت میں آئمہؑ کی مدد ہے شامل
یہ حسن پختگیٔ فن سے عیاں آج بھی ہے

حمد

کرامتوں میں جو اعلیٰ ہے وہ علی تُو ہے
زمانہ جس سے ہے روشن وہ روشنی تُو ہے

ترے حضور ہی پھیلیں گے سب کے دستِ طلب
ہو جسکا در نہ کبھی بند وہ سخی تُو ہے

ترے سوا کوئی پروردگار کیسے ہو؟
وہ جس نے کی ہے سدا بندہ پروری تُو ہے

ترے ہی ہاتھ میں ہے اختیارِ موت و حیات
جو دیگا بعدِ قضا پھر سے زندگی تُو ہے

ترے اشارے سے تخلیقِ کائنات ہوئی
یہ ارض عارضی ہے صرف دائمی تُو ہے

تری زباں پہ سجا اختیارِ کُن فیکُوں
جو کائنات کا خالق ہے بس وہی تُو ہے

ظفر کی کاوشِ شعر و سخن عطا تیری
بشر کو جس نے عطا کی پیمبری تُو ہے

نعت

اگر کوئی مدینے کی طرف مائل نہیں ہوتا
مسلماں ہو تو ہو وہ مومنِ کامل نہیں ہوتا

اگر نامِ محمدؐ ہی نہیں لکھا سفینے پر
مقدّر اس سفینے کا کبھی ساحل نہیں ہوتا

وہ آسکتا نہیں اللہ کی رحمت کے سائے میں
نبیؐ کے چاہنے والوں میں جو شامل نہیں ہوتا

غلامی کی سند جسکو نہیں ملتی ہے آقاؐ سے
اسے دنیا میں کوئی مرتبہ حاصل نہیں ہوتا

کیا جائے اگر آغاز نامِ مصطفٰےؐ لیکر
تو پھر دنیا میں کوئی معرکہ مشکل نہیں ہوتا

لبوں پر نعت بھی ہو اور شفاعت کا بھی منکر ہو
تو ایسے بدعقیدوں کو شرف حاصل نہیں ہوتا

نہیں روشن اگر سینے میں شمعِ عشقِ پیغمبرؐ
تو اس انساں کے سینے میں ہے پتھر دل نہیں ہوتا

عقیدت کا اگر سرکارؐ سے مضبوط ہے رشتہ
کوئی طوفان بھی پھر درمیاں حائل نہیں ہوتا

اویسؒ اس راز سے واقف تھے تُو بھی اے ظفرؔ سُن لے
عمل کوئی بھی راہِ عشق میں باطل نہیں ہوتا

نعت

یوں زمانے پہ عیاں جلوۂ سرکارؐ ہوا
جیسے تاریکیوں میں چاند نمودار ہوا

گوشۂ غارِ حرا سے جو جہاں میں پھیلی
ذہنِ انساں اسی تنویر سے بیدار ہوا

چھا گیا نورِ محمدؐ تو ہٹی بولہبی
عالمِ کفر پہ ایمان کا جب وار ہوا

دوڑا رگ رگ میں لہو بنکے جو عشقِ سرکارؐ
کوئی سلمان کوئی میثمِ تمار ہوا

یا رسولِ عربیؐ آپ کے در سے ہٹ کر
کب زمانے میں کوئی صاحبِ کردار ہوا

سمجھو مل جائے گی مجھکو بھی حیاتِ ابدی
آخری وقت جو سرکارؐ کا دیدار ہوا

اس کو پھانسی کی سزا ہوگی بروزِ محشر
جو بھی بغضِ ابوطالبؑ میں گرفتار ہوا

شیخ یہ تیری نمازیں یہ ترا روزہ و حج
ہر عمل دشمنیٔ آلؑ میں بیکار ہوا

کر دی دم نادِ علیؑ اس پہ شفا کی خاطر
جب عقیدے کے سفر میں کوئی بیمار ہوا

اسکو خاتونِ جناں خُلد میں لے جائینگی
جو محمدؐ کے نواسے کا عزادار ہوا

ہے ظفر وہ ہی مُسلمان بھی اور مومن بھی
جو محمدؐ کے گھرانے کا وفادار ہوا

نعت

اے رسولِ خدا خاتمُ الانبیاء   تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں
احمدِ مجتبیٰ رحمتِ کبریا   تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں

روتی آنکھوں کو تو نے خوشی بخش دی   مرتے انسان کو زندگی بخش دی
تُو ہی بے آسروں کا بنا آسرا   تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں

ربِّ اکبر سے یوں بادشاہی ملی   سارے پیغمبروں پر گواہی ملی
سب رسولوں نے اسوقت مل کر کہا   تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں

وہ جو غارِ حرا سے چلی روشنی   اس سے چھٹنے لگی کفر کی تیرگی
تُو ہی نورِ مجسّم ہے خیر الوریٰ   تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں

کتنی قوموں پہ رب کے عذاب آگئے   حشر سے پہلے روزِ حساب آگئے
اپنی امّت کو تو نے بچائے رکھا   تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں

maablib.org

صرف سلمان و قنبر سے کیا پُوچھیے　　صرف میثم ابوذر سے کیا پُوچھیے
یہ ہی قرآن کی آیتوں نے کہا　　تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں

تُو نے دوشِ رسالت پہ رکھے قدم　　اور رہا تیرے ہاتھوں میں درِ کلِ علم
اے وصیِ نبیؐ اے علی مرتضیٰ　　تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں

معرکہ ہوا اُحد کا کہ ہجرت کی شب　　ساتھ چھوڑا ہے تو نے پیمبرؐ کا کب
جاں نثارِ نبیؐ یعنی مشکل کُشا　　تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں

یوں ظفرؔ پر نگاہِ عنایت ہوئی　　حشر کے روز اُسکی شفاعت ہوئی
سب خطاؤں سے تُو نے بری کر دیا　　تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں

منقبت

آلِ ابوطالب سے جسے پیار نہیں ہے
وہ آدمی کہلانے کا حقدار نہیں ہے

وہ کعبے کی دیوار ہو یا قلعۂ خیبر
رستے میں علیؑ کے کوئی دیوار نہیں ہے

منہ پھیر لیا جس نے بھی اولادِ نبیؐ سے
وہ کچھ بھی سہی صاحبِ کردار نہیں ہے

توحید و رسالت سے بھی کر جائے وہ انکار
جو شخص ولایت کا وفادار نہیں ہے

دنیا سے یہ منوا کے گئے میثمِ تمار
سردار نہ ہوگا جو سرِ دار نہیں ہے

کم ظرف خریدار یہاں آ نہیں سکتا
یہ کرب و بلا مِصر کا بازار نہیں ہے

اک پھول بچانا تھا ہواؤں کے ضرر سے
کانٹوں کی یہ دیوار بھی بیکار نہیں ہے

فتوؤں کے یہ طوفان اسے ڈھا نہ سکیں گے
ایمان مرا ریت کی دیوار نہیں ہے

صفین ہو یا کرب و بلا ہو کہ جمل ہو
کردار کہیں بھی پسِ دیوار نہیں ہے

ہو سکتی ہے کوتاہی ظفر راہِ عمل میں
صد شکر عقیدہ مرا بیمار نہیں ہے

منقبت

نہ پوچھئے کہ کیا ہیں مرتضیٰؑ

نہ پوچھئے کہ کیا ہیں مرتضیٰؑ نہ پوچھئے کہ کیا ہیں مرتضیٰؑ
خدا کے شیر ہیں علیؑ نصیریوں کے ہیں خدا
ہمارے ناخدا ہیں مرتضیٰؑ

وہ کسقدر عظیم ہیں کہ مثلِ رب رحیم ہیں
دلوں میں یوں مقیم ہیں کہ فطرتاً کریم ہیں
وہ خلد کے قسیم ہیں صراطِ مستقیم ہیں
بہشت کا پتہ ہیں مرتضیٰؑ

ہیں علم کا شجر علیؑ نبیؐ ہیں شہر در علیؑ
جدھر نبیؐ اُدھر علیؑ نبیؐ کے ہمسفر علیؑ
دعا علیؑ اثر علیؑ ہیں ایسے معتبر علیؑ
خدا کا معجزہ ہیں مرتضیٰؑ

maablib.org

کتابِ حق کا باب ہیں　　وہ بولتی کتاب ہیں
صدائے انقلاب ہیں　　وہ ہی ابُوترابؑ ہیں
وہ ہاشمی گلاب ہیں　　کہ دین کا شباب ہیں
فنا نہیں بقا ہیں مرتضیٰؑ

خزاں نہیں بہار ہیں　　عطائے کردگار ہیں
خُدا کا شاہکار ہیں　　وہ وقت کی پکار ہیں
جو ظلم کا شکار ہیں　　یہ اُن کے غم گسار ہیں
سبھی کا آسرا ہیں مرتضیٰؑ

مصیبتوں کو ٹال دیں　　وہ گدڑیوں میں لعل دیں
جو قبل از سوال دیں　　جو دیں وہ بے مثال دیں
مجھے بھی وہ کمال دیں　　کہ لہجۂ بلالؓ دیں
عطاؤں کی گھٹا ہیں مرتضیٰؑ

منافقوں کی مات وہ　　ہیں دین کی حیات وہ
رسولؐ کی صفات وہ　　عبادتوں کی رات وہ
بوقتِ مشکلات وہ　　غموں سے دیں نجات وہ
کرم کی انتہا ہیں مرتضیٰؑ

جو بیتِ کردگار سے ظفر چلا وقار سے
یہ پوچھو ذوالفقار سے بچا ہے کوئی وار سے
سنو فرازِ دار سے لکھا یہ کس نے پیار سے
حیات کا پتہ ہیں مرتضیٰؑ

MAAB 1431
maablib.org

منقبت

دل سے مرتضیٰؑ کو تو پکار
صرف ایک بار ۔ صرف ایک بار

دل سے مرتضیٰؑ کو تو پکار صرف ایک بار
صدقِ دل سے کر کے اعتبار صرف ایک بار ۔ ۔

یہ شرف یہ مرتبہ کسی کو کب مِلا مادرِ علیؑ شرف ہے یہ بھی آپکا
در بنی ہے کعبے کی جِدار صرف ایک بار ۔ ۔

رنج سہہ رہا ہو اور غم پہ غم مِلیں گر قدم قدم پہ گھیرتی ہوں مشکلیں
نامِ مرتضیٰؑ کا کر حصار صرف ایک بار ... ۔ ۔

تم پہ پیار سے اٹھے نگاہِ مصطفیٰؐ چاہنے لگے تمہیں مشیتِ خدا
کرلو تم جو مرتضیٰؑ سے پیار صرف ایک بار ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ذکر ہوگا گاؤں گاؤں شہر شہر میں یاعلیؑ مدد کی گونج ہوگی دہر میں
چھٹ گیا جو بغض کا غبار صرف ایک بار ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

تیری منتظر ہے بارگاہِ حیدریؑ گر شعور ہے تو آجا کہہ کے یاعلیؑ
منکروں پہ کر کے بے شمار صرف ایک بار ۔ ۔

حکم آیا جب ولایتِ امیر کا　　روزِ عید بن گیا وہ دن غدیر کا
دیں پہ آیا موسمِ بہار　　صرف ایک بار ۔ ۔ ۔ ۔

پا گیا علیؑ شناس رازِ زندگی　　پڑھ رہا تھا مستقل نمازِ زندگی
کون تھا گیا جو سوئے دار　　صرف ایک بار ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

کوئی رزم گاہ ہو کہ کوئی معرکہ　　ایسا کوئی سورما جنم نہ لے سکا
روکتا کوئی علیؑ کا وار　　صرف ایک بار ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

زد پہ ہوں گے سارے حرملا بھی زید　　بچ نہ پائے گا جہاں میں ایک بھی پلید
جب بھی اب چلے گی ذوالفقار　　صرف ایک بار ۔ ۔ ۔

نزع میں لحد میں حشر میں صراط پر　　آئیں گے پئے مدد علیؑ یقین کر
بن گیا جو تو وفا شعار　　صرف ایک بار ۔ ۔ ۔ ۔

چاہتا ہے تو بھی کامیابیاں اگر　　اے ظفر مجاہدوں میں اپنا نام کر
منتظر کا کر کے انتظار　　صرف ایک بار ۔ ۔ ۔

منقبت

کب ہوتی ہے دل پہ حکومت تیروں سے تلواروں سے
فاتحِ عالم بن جاؤ گے جنگ لڑو کردار وں سے

تاجِ امامت جس کے سر ہو دنیا سے کیا اُسکو غرض
تخت کی خاطر حیدر لڑتے کیا ذہنی بیماروں سے

تم پر واجب ہو جائیں گے نارِ جہنّم کے شعلے
دل میں ذرا بھی بغض رکھا گر جنت کے سرداروں سے

ضیغمِؑ داور قاتلِ عنتر فاتحِ خیبر ہوتے ہیں
کلۂ اژدر چیر کے اٹھّیں جو اپنے گہواروں سے

بغضِ علیؑ کے مارو تم نے چاہا لیکن ہو نہ سکا
نقشِ نزولِ نُور مٹاتے کعبے کی دیواروں سے

پہلے علمدارانِ خیبر جان بچانا جانتے تھے
در کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھا لڑتے رہے دیواروں سے

انتالیس دن بعد نبیؐ نے یوں بھی پڑھی تھی نادِ علیؑ
خیبر کا در ٹوٹ سکے گا کیسے ان سُر داروں سے

ذکرِ فدک تدفینِ نبی اور جنگِ جمل میں لکنت کیوں
کاش کسی نے پوچھا ہوتا یہ تاریخ نگاروں سے

حمزہؑ، جعفرؑ، حیدرؑ اور عباسؑ علمدارِ سرورؑ
کیا کوئی اور بھی اشرف ہوگا ایسے علمبرداروں سے

فرشِ لحد پہ ذکرِ علیؑ میں وہ بھی مگن ہو جائیں گے
کیا پوچھیں گے آکے فرشتے شاہ کے ماتم داروں سے

دعویٰ حق کا کرنے والو کفر سے چھپتے پھرتے ہو۔۔!
بھاگنے والوں کی اولاد نکلو بھی اب غاروں سے

ایک اذانِ صبحِ شہادت کے صدقے میں باقی ہیں
جتنی اذانیں گونج رہی ہیں مسجد کے میناروں سے

خود ہی نقابیں اٹھ گئیں کچھ کی جنگِ احد سے تا بہ غدیر
یوں تو ظفر واقف تھے حیدرؑ سارے ہی غداروں سے

منقبت

بے حُبِّ آلؑ مرتبے پاؤ تو بات ہے
باغِ جناں میں تم چلے جاؤ تو بات ہے

تم نے زمیں پہ خُلد کے آثار ڈھا دیئے
دل سے نشاں مٹا کے دکھاؤ تو بات ہے

بدعت ہے گر زیارت و حرمت قبور کی
روضے پہ مصطفٰےؐ کے نہ جاؤ تو بات ہے

کہتا ہے حاجیوں سے زچہ خانۂ علیؑ
بنتِ نبیؐ کی قبر پہ جاؤ تو بات ہے

بارود طالبان بچھاتے ہو کس لئے
فرشِ غمِ حسینؑ بچھاؤ تو بات ہے

کام آئے گی لحد میں بھی روزِ حساب بھی
کرب و بلا کی خاک منگاؤ تو بات ہے

تاریکیٔ لحد میں بنیں گے یہی چراغ
داغِ غمِ حسینؑ سجاؤ تو بات ہے

زہراؑ کریں تمہاری شفاعت بروزِ حشر
تم مجلسِ حسینؑ میں آؤ تو بات ہے

دو کشتیوں میں بیٹھے ہو کیوں اے منافقو
تم ایک ہی کے ہو کے دکھاؤ تو بات ہے

تم کو غلامِ فاطمہؑ دنیا کہے ظفر
تم ایسے اپنی بات بناؤ تو بات ہے

maablib.org

منقبت

یہ فضیلت بھی بنی ہاشم میں شبّرؑ کو ملی
سیرت و صورت وہی ہے جو پیمبرؐ کو ملی

صُلحِ شبّرؑ کو حُدیبیہ نے واضح کر دیا
روشنی یہ بھی پسِ منظر کو منظر سے ملی

صلح نامہ لکھ کے شبّرؑ نے جو توڑا ہے قلم
یہ سزائے موت اک شامی ستمگر کو ملی

روزِ محشر تک امامت اور عصمت کی سند
یہ ابوطالبؑ کی اولادوں میں حیدرؑ کو ملی

کتنے چہروں سے نقابیں کھینچ لیں تحریر نے
یہ کرامت بھی جہاں میں صلحِ شبّرؑ کو ملی

ان کے دسترخوان سے بٹتا رہا رزقِ حیات
یہ سخاوت بھی علیؑ کے پہلے دلبر کو ملی

کب پہنچ پایا کوئی اُس انتہائے عشق پر
منزلِ عرفاں جو سلمان و ابوذر کو ملی

نعمتیں آلِ محمدؐ پر ہوئیں ساری تمام
ہر قدم ذلت امیّہِ شام کے گھر کو ملی

اپنے دشمن کو شکستِ فاش دیدی بے لڑے
کربلا میں مجتبیٰؑ کی شان اصغرؑ کو ملی

اور کوئی تھا ہی کب شایانِ لطفِ کبریا
ذوالفقار اللہ نے بھیجی تو حیدرؑ کو ملی

کوئی بھی ایسا نہ تھا جو روکتا حیدرؑ کا وار
یہ سعادت بھی فقط جبریلؑ کے پر کو ملی

مجتبیٰؑ کی صلح کا یہ کارنامہ ہے ظفر
اک منافق کی خبر دینِ پیمبر کو ملی

مَنقبَت

یوں زندگی حسینؑ کے قدموں پہ وار دو
باقی حیات کرب و بلا میں گزار دو

میرے کفن پہ شاہِ شہیداں کا لکھ کے نام
مجھکو سکوں سے میری لحد میں اتار دو

میرے وطن پہ کب سے خزاؤں کا دور ہے
اس اُجڑے گلستاں کو نویدِ بہار دو

میری طرف نگاہِ عنایت سے دیکھ کر
بکھری ہوئی حیات کے تیور سنوار دو

پھر دونوں نور چودہ میں تقسیم ہو گئے
پہلے ہوئے تھے خلق فقط شاہکار دو

دوشِ ہوا پہ بھیجی ہیں میں نے بھی حاجتیں
حاجت روا ہو میرا مقدر سنوار دو

اک بُت شکن کو کعبے میں دیکھا تھا اسکے بعد
دیکھے ہیں ہم نے دوشِ نبیؐ پر سوار دو

کافر کو مارنے کے لیئے تیغ چاہیئے
منکر کو ایک نعرۂ حیدرؑ سے مار دو

منکر کے ساتھ قلبِ منافق تڑپتا ہے
اک شعر سے میں کرتا ہوں اکثر شکار دو

مولا ملائکہ سے کہیں گے ظفر ہے یہ
اس کو پُلِ صراط سے جلدی گذار دو

maablib.org

منقبت

ہاشمی ہیں بنی ہاشم کا حشم ہیں عباسؑ
قلبِ زہراؑ کی دعاؤں کا بھرم ہیں عباسؑ

تشنہ رہ جائے تری مشکِ سخن ناممکن
گو کہ پیاسے ہیں مگر بحرِ کرم ہیں عباسؑ

ہیں حسینؑ ابن علیؑ رہبرِ راہِ عرفاں
اور رہبر کی طرف نقشِ قدم ہیں عباسؑ

ایک مشکیزہ سجا لیا ہے علم میں جب سے
سائباں مجھ پہ سکینہ کی قسم ہیں عباسؑ

کیسے دیدیں انہیں شبیرؑ رضا مرنے کی
شہؑ کے سالار ہیں لشکر کا بھرم ہیں عباسؑ

ہو گئے شمر کے لشکر کے کلیجے پانی
جیسے ہی جا کے کہا نہر پہ ہم ہیں عباسؑ

maablib.org

آپ نے ایک علم دیں کا اٹھایا رن میں
آپ کے نام کے اب کتنے علم ہیں عبّاسؑ

شاہ دیتے بھی ظفر کیسے رضا مقتل کی
شہؑ کی ڈھارس ہیں تو سقّائے حرم ہیں عباسؑ

منقبت

سمجھنا چاہتے ہو گر شریعت کسکو کہتے ہیں
بس اتنا جان لو حق کی امامت کسکو کہتے ہیں

حدیثِ مصطفٰےؐ کی روشنی میں سوچ اے واعظ
علیؑ کے ذکر سے ہٹ کر عبادت کسکو کہتے ہیں

یہ باتیں صاحبِ تطہیر سے پوچھو مسلمانو
عرب کے شیخ کیا جانیں طہارت کسکو کہتے ہیں

لڑائی چھیڑ گئی دو ظالموں میں وہ بھی لاحاصل
زمانے دیکھ خالق کی مشیت کسکو کہتے ہیں

سکھایا ہے تبرّے کا سلیقہ ہمکو قرآں نے
اسی سے پوچھ لے دنیا کہ لعنت کسکو کہتے ہیں

maablib.org

سیّدہ سلام اللہ

معدنِ رسالت ہیں سیّدہ سلام اللہ
سر بسر طہارت ہیں سیّدہ سلام اللہ

ہم گناہ گاروں کا دل ہے مطمئن یوں بھی
ضامنِ شفاعت ہیں سیّدہ سلام اللہ

دو جہاں پہ رحمت ہے ذاتِ مصطفےٰ لیکن
مصطفےٰ پہ رحمت ہیں سیّدہ سلام اللہ

جنّ و انس پڑھتے ہیں ان کے نام کی تسبیح
سائلِ عبادت ہیں سیّدہ سلام اللہ

سر اٹھا کے دنیا میں کیوں نہ ہم چلیں آخر
سر پہ جب سلامت ہیں سیّدہ سلام اللہ

چھوڑ دیں تو قرآں کیا دین نامکمل ہے
ایک ایسی آیت ہیں سیّدہ سلام اللہ

جو بھی ان کو جھٹلائے امرِ حق کو جھٹلائے
ایسی اک شہادت ہیں سیّدہ سلام اللہ

جس کے در پہ پیغمبر خود سلام کرتے ہوں
ایسی مرکزیت ہیں سیّدہ سلام اللہ

مریمؑ اور سارہؑ کو دین کی ضرورت ہے
دین کی ضرورت ہیں سیّدہ سلام اللہ

رزق زندگی برکت ان کے در سے ملتی ہے
مرکزِ سخاوت ہیں سیّدہ سلام اللہ

دے رہی ہے یہ پیغام اب بھی آیۂ تطہیر
مرکزِ طہارت ہیں سیّدہ سلام اللہ

غاصبوں کو آئینہ اے ظفر دکھایا ہے
آسمانِ جرأت ہیں سیّدہ سلام اللہ

maablib.org

صبح وشام

جسطرح اللہ کو واجب ہے سجدہ صبح وشام
ویسے ہی پڑھتا ہوں میں تسبیحِ زہراؑ صبح وشام

پی رہا ہوں مہرِ زہراؑ کا میں پانی رات دن
اور کھاتا ہوں درِ زہراؑ کا صدقہ صبح وشام

یہ بھی زہراؑ کی دعاؤں کا اثر ہے دوستو
اچھا لگتا ہے عزا خانوں میں جانا صبح وشام

میں جو کرتا ہوں تلاوت آیۂ تطہیر کی
اسطرح پڑھتا ہوں زہراؑ کا قصیدہ صبح وشام

میں جو رہتا ہوں تصوّر میں سرِ کرب و بلا
یوں کیا کرتا ہوں جنّت کا نظارہ صبح وشام

میرے مسلک میں تولّا کی طرح جائز ہے یہ
اس لئے کرتا ہوں ظالم پر تبرّا صبح وشام

اس لیئے گھر پر لگایا ہے علم عباسؑ کا
سامنے آنکھوں کے لہرائے پھریرا صبح و شام

جب سے سرورؑ کا عزاخانہ سجایا دوستو
گھر میں رہتا ہے مودت کا اُجالا صبح و شام

باپ کا سایہ جو اُٹھا سب ہی سائے اٹھ گئے
خانۂ زہراؑ میں اب ہوتا ہے گریہ صبح و شام

کون تھا وہ تربتوں کو کس نے ڈھایا ہے ظفر
کیوں ہے اب نوحہ کناں خلدِ بقیعہ صبح و شام

maablib.org

منقبت

میرے مولاؑ میں سرِ راہ بکھر جاؤں گا
اب بھی مشہد نہیں جاؤنگا تو مر جاؤں گا

ان سراؤں میں سکوں کیوں نہیں ملتا مجھکو
میں مسافر ہوں تو کب لوٹ کے گھر جاؤں گا

نُور کی اور بھی ہو جائیگی بارش مجھ پر
اُن اجالوں میں جو مانندِ سحر جاؤں گا

پہلے جاؤنگا میں معصومۂ قُمؑ کے در پر
پھر اُجالوں کے سمندر میں اتر جاؤں گا

یہ تو ممکن ہی نہیں رَد ہوں دعائیں میری
جب بھی مل جائے دُعاؤں کو اثر جاؤں گا

مانتا ہوں کہ عقیدت کی کمی ہے مجھ میں
ان کے روضے سے ہوا مَس تو نکھر جاؤں گا

میری خواہش تو یہی ہے کہ میں رہ جاؤں وہیں
آخری بار زیارت کو اگر جاؤں گا

یہ تمنّا ہے کہ مل جائے رضائے مولاؑ
ان کی مرضی ہو تو ہر سال ظفرؔ جاؤں گا

امام رضا علیہ السلام

آپ کا دیدار اے مولا اگر ممکن نہیں
اِس کا مطلب ہے مُقدّر میں سحر ممکن نہیں

رزاق لکھوا لائے جو مولا کے دسترخوان سے
زندگی ہو اُسکی فاقوں میں بسر ممکن نہیں

مشہد و قُم میں بھی مل جائیگا اُسکو لطفِ حج
جس سے مکّے اور مدینے کا سفر ممکن نہیں

سوچکر شاید زبیدہ قصرِ جنّت لے گئی
پھر سجے بہلول کا نیلام گھر ممکن نہیں

خاکِ کعبہ سے بھی مَس ہو کر نہ پائے گا شفا
ارضِ مشہد پر شفایابی اگر ممکن نہیں

گِڑگڑاتا ہے خُدا کے سامنے کیوں بدنصیب
بے وسیلہ ان دُعاؤں میں اثر ممکن نہیں

دشمنِ حیدر ترا آنا وِلا کی بزم میں
کارِ مومن ہے جو تجھ سے عُمر بھر ممکن نہیں

روح اُس مومن کی جاتی ہے زیارت کے لیئے
زندگی میں جس سے مشہد کا سفر ممکن نہیں

انتقامِ کربلا کا معرکہ ہو جب قریب
مُنکروں سے صلح کرلیں ہم ظفرؔ ممکن نہیں

maablib.org

منقبت

اگر ملتا نہ در تیرا تو دیوانے کہاں جاتے
مرے مولا ہم اپنی بات منوانے کہاں جاتے

جکڑتے گر نہ اپنی صلح کی زنجیر سے شبّر
تو میرِ شام سے بدنسل پہچانے کہاں جاتے

نہ ہوتے گر علیؑ کے بغض میں وہ مدرسے قائم
غدیرِ خم کے زخمی زخم سہلانے کہاں جاتے

چراغِ خیمہ گُل ہوتے ہی گر جلتی نہ شمعِ دل
تو اے شمعِ شہادت تیرے پروانے کہاں جاتے

اگر صبحِ شہادت درِ عطا کا بند ہو جاتا
جنابِ حُر خطا کی لاش دفنانے کہاں جاتے

سلیقے سے پروتیں گر نہ ان کو فاطمہؑ زہرا
خداوندی تری تسبیح کے دانے کہاں جاتے

عبادت گر نہ ہوتا اے ظفر شبیرؑ کا ماتم
تو اشکوں کے گہر دنیا میں بہجانے کہاں جاتے

اِمامِ عصر

جو تھے ناشاد اب شاداں بہت ہیں
تمہاری دید کے اِمکاں بہت ہیں

بجُز مہدیؑ نہیں کوئی محافظ
بظاہر حافظِ قرآں بہت ہیں

سفینے کو بچا لیجئے ہمارے
حضور اِس راہ میں طوفاں بہت ہیں

کسی کی بھی تلاوت کرتے رہیئے
ابُوطالبؑ کے گھر قرآں بہت ہیں

maablib.org

امام عصر علیہ السلام

تمام ہوگا کبھی تو یہ انتظار آخر
چھٹے گا قلب و نگاہ سے یہ غبار آخر

نجھے گا کب بے قرار موجوں پہ اک مصلّیٰ
ملے گا کب اس مچلتے دل کو قرار آخر

نگاہ سے دل نگاہ کعبے سے پوچھتی ہے
کب آنے والا ہے آخری تاجدار آخر

یہ نام کے قائدوں سے پوچھے گا اصل رہبر
بکھیرا کیوں مومنوں میں یہ انتشار آخر

حسینیو اب مٹاؤ سفیانیت کی سازش
رہو گے کب تک سیاستوں کا شکار آخر

خود اپنے گھر کا چراغ گھر کو جلا رہا ہے
منافقت ہو رہی ہے یوں محوِ کار آخر

اے نجدیو اب تمہیں بھی آنکھیں دکھا رہے ہیں
یہودیوں پر کیا تھا کیوں انحصار آخر

وہ کلمۂ حق نے دار کو افتخار بخشا
دلوں پہ میثم کا ہو گیا اقتدار آخر

شہادتوں کے چراغ لیکر پہنچ رہے ہیں
محاذِ حق پر حسینؑ کے جاں نثار آخر

ظفر جو مشکل نے سر اٹھایا ہمارے آگے
تو ہم نے نادِ علیؑ کا کھینچا حصار آخر

العجل

یا مولائی یا صاحب الزّمانؑ

العجل العجل کہہ رہے ہیں غلام
اشکِ غم کی طرح بہہ رہے ہیں غلام
تیری فرقت کے غم سہہ رہے ہیں غلام
یا مولائی یا صاحب الزّمانؑ

اے امام زمانہ اب آجائیے
چاہنے والوں کو اب نہ تڑپائیے
ہم علیؑ والوں کو اب نہ ترسائیے
یا مولائی یا صاحب الزّمانؑ

آپ کے جاں نثاروں میں ہم بھی رہے
شاہ کے غم گساروں میں ہم بھی رہے
کربلا کے حصاروں میں ہم بھی رہے
یا مولائی یا صاحب الزّمانؑ

آپ وارث ہیں دین اور اسلام کے
اور نمائندے ہیں حق کے پیغام کے
جل رہے ہیں چراغ آپ کے نام کے
یا مولائی یا صاحبُ الزمانؑ

استغاثہ نہیں دل کی آواز ہے
سامرے کی طرف جسکی پرواز ہے
انتقامِ شہِ دیں کا آغاز ہے
یا مولائی یا صاحبُ الزمانؑ

منتظر بھی ہیں اور دل میں یہ بھی ہے ڈر
آپ کو دیکھ بھی پائے گی یہ نظر
اپنے اعمال سے ہم نہیں بے خبر
یا مولائی یا صاحبُ الزمانؑ

دے رہے ہیں جو ہم وہ صدا آپ ہیں
بالیقیں وارثِ مصطفیٰؐ آپ ہیں
دہر میں بارہویں مرتضیٰؑ آپ ہیں
یا مولائی یا صاحبُ الزمانؑ

ہو گی ہر گھر میں پھر مجلسِ شہ بپا
اور بچھے گا محرّم میں فرشِ عزا
کعبۂ دل میں بن جائے گی کربلا
یا مولائی یا صاحبُ الزّماںؑ

اے ظفرؔ ہے عبادت تری شاعری
کر رہا ہے شجاعت جو یہ نوکری
موت کے بعد ہے بس یہی زندگی
یا مولائی یا صاحبُ الزّماںؑ

maablib.org

سلام

مدینے سے سرِ کرب و بلا پہنچے خدا والے
محافظ بن کے دینِ مصطفیٰ کے مصطفیٰ والے

اندھیروں کی رسائی تک نہیں مومن کی تربت میں
وہاں تو روشنی دیں گے کفن خاکِ شفا والے

نہیں خوفِ فشارِ قبر ہم عباس والوں کو
لحد میں مطمئن ہونگے پھریرے کی ہوا والے

ادھر جنت صدا دیگی ادھر دوزخ پکارے گا
کہاں ہیں حُر نصیب انساں کہاں ہیں حر ملا والے

جبینِ حُر سے کہتا ہو گا یہ رومال زہرا کا
خطائیں درگذر کرتے ہیں یوں کرب وبلا والے

عزاداری حسین ابنِ علی کی وہ بھی کابل میں
یہی تو معجزے دکھلا رہے ہیں کربلا والے

mablib.org

جنابِ نوحؑ کا نوحہ ہو کہ یعقوبؑ کا گریہ
عمل اہلِ عزا کرتے ہیں اکثر انبیاؑ والے

شبِ عاشور سے شامِ غریباں کے اندھیروں تک
مظالم کیسے کیسے سہہ گئے صبر و رضا والے

ادا اجرِ رسالت یوں کیا ہے شام والوں نے
بھرے دربار میں سر ننگے آئے ہیں کساؑ والے

ظفرؔ قبرِ سکینہؑ پر عجب کہرام برپا تھا
رہا ہو کر چلے زنداں سے جب کرب و بلا والے

maablib.org

سلام

اگر اس کربلا ئے تو میں دینا پڑ گیا سب کچھ
تو ہم قربان کر دیں گے عقیدے کے سوا سب کچھ

شریعت کا محافظ کون تھا اور کون تھا باغی
بتا دیتی ہے خود ہی داستانِ کربلا سب کچھ

نبیؐ کا عشق زہراؑ کی دعا حسنینؑ کا صدقہ
علیؑ والوں کو یوں بھی مل گیا زیرِ کسا سب کچھ

نمازِ عشق آنکھوں کا وضو ایثار کی دولت
ہمیں ملتا ہے اے لوگو سرِ فرشِ عزا سب کچھ

نماز و روزہ و حج میں ترا ثانی نہیں کوئی
مگر بغضِ ابوطالبؑ میں تو نے کھو دیا سب کچھ

عزاداری نہیں تو زندگی کا فائدہ کیا ہے
"قسم حق کی ہمارے واسطے ہے کربلا سب کچھ"

خدا کے سامنے یوں شکر کے سجدے میں کرتا ہوں
مجھے رب نے دیا ہے بغضِ حیدرؑ کے سوا سب کچھ

علیؑ سے بُغض رکھو گے تو کچھ حاصل نہیں ہوگا
خُدا کی راہ میں تم نے اگر دے بھی دیا سب کچھ

غدیرِ خُم میں آکر ایک پتھر نے یہ بتلایا
خُدا سے بغضِ حیدر کے سوا تم مانگا سب کچھ

جو خُود محتاج ہوں میں انکے در پر کیوں صدائیں دوں
مجھے تو روضۂ شبیرؑ ہی پر مل گیا سب کچھ

حسنؑ کا چاند، تصویرِ پیمبرؐ اور علمداری
مدینے سے چلے لیکر شہِ کرب و بلا سب کچھ

وطن واپس پلٹ کر گر نہ زینبؑ کہہ سکیں کچھ بھی
بتا دے گی مگر صغراؑ کو زینبؑ کی ردا سب کچھ

مقدر زندگی فتح و ظفر عزت شفا یابی
عزاداروں کو ملتا ہے سرِ فرشِ عزا سب کچھ

سلامؑ

غمِ حسینؑ میں اشکِ عزا بہاتے ہیں
یہ بخششوں کے دیئے ہیں جو ہم جلاتے ہیں

جلوس انکا نکل جائے گا سرِ محشر
جو ذوالعشیرہ کے جلسے کو بھول جاتے ہیں

یہ پوچھ لے کوئی خیبر کے سورماؤں سے
نبیؐ علیؑ کو مدینے سے کیوں بلاتے ہیں

وہ بد نصیب بھی ہیں اور بد نسب بھی ہیں
نبیؐ کو چھوڑ کے جو لوگ بھاگ جاتے ہیں

سدا وہ رہتے ہیں عباسؑ کی ضمانت میں
جو لوگ اپنے گھروں پر علم لگاتے ھیں

ہے کتنی ساتھیوں کے دِل میں روشنی دیکھیں
چراغ یُوں بھی شہِ کربلا بجھاتے ھیں

maablib.org

یہی تو فرق ہے حافظ میں اور محافظ میں
محافظ آیتیں نیزے پہ بھی سناتے ہیں

دیا ہے اجرِ رسالت یہ شام والوں نے
رسول زادیوں کو در بدر پھراتے ہیں

بندھے ہیں ہاتھ مگر ہائے سیدِ سجادؑ
لحد سکینہؑ کی زنداں میں خود بناتے ہیں

صدا یہ کرب و بلا سے پھر آئے کاش ظفر
چلو حسینؑ تمہیں کربلا بلاتے ہیں

maablib.org

سلامؑ

پوچھتے کیا ہو مسلمانو کہ کیا ہیں سیّدہؑ
بزمِ نسواں میں جمالِ مصطفیٰ ہیں سیّدہؑ

چار سو جس کے نجاست کا تصور تک نہیں
آیۂ تطہیر کا وہ دائرہ ہیں سیّدہؑ

عالمِ نسوانیت میں ہیں رسالتؐ کی شریک
یوں پیمبرؐ کے لئے مشکل کشا ہیں سیّدہؑ

مریم و سارہ فضیلت میں سرِ فہرست ہیں
اور فضیلت خود کہے ان سے سوا ہیں سیدہؑ

ہو رہی ہیں آیتیں نازل، اترتے ہیں درود
آج اِس انداز سے زیرِ کساء ہیں سیّدہؑ

ہیں دعائے فاطمہ زہرا عزادارِ حسینؑ
اور پیمبر کی دعاؤں کا صلہ ہیں سیدہؑ

زخمِ پہلو آگ دروازہ غمِ داغِ پدر
آپ اپنی ذات میں اک کربلا ہیں سیّدہؑ

دیں کو مشکل میں نہیں چھوڑا کسی بھی دور میں
شکلِ زینبؑ میں سرِ کرب و بلا ہیں سیّدہؑ

رد کیا زہراؑ کا دعوائے فدک سوچا نہ یہ
صادقہ ہیں صادقہ یہ سیّدہؑ ہیں سیّدہؑ

اے ظفرؔ کس کی صدا ابھری ہے بیت الحزن سے
آج کس کے سوگ میں محوِ بکا ہیں سیّدہؑ

maablib.org

سلام

قیامِ فرشِ عزا ہے جنابِ زینبؑ سے
حسینیتؑ کی بقاء ہے جنابِ زینبؑ سے

نہ ہوتیں آپ تو نامِ حسینؑ لیتا کون
یہ کربلا نے کہا ہے جنابِ زینبؑ سے

دِلا رہا ہے ہمیں بھی غمِ جہاں سے نجات
یہ غم جو ہم کو ملا ہے جنابِ زینبؑ سے

دیارِ شام سے تاریکیاں یہ کہہ کے چھٹیں
ضیائے دینِ خُدا ہے جنابِ زینبؑ سے

جو وہ ہیں محوِ تلاوت تو یہ ہیں محوِ خطاب
کہاں حسینؑ جُدا ہے جنابِ زینبؑ سے

یہ شام و کوفے کے خطبے گواہی دیتے ہیں
یزیدیت کی فنا ہے جنابِ زینبؑ سے

رسن بندھے ہوئے ہاتھوں سے کاٹ دی شہہ رگ
ملوکیت کو گلہ ہے جنابِ زینبؑ سے

مجھے یقیں ہے وہ شہرِ ستم اُجڑ جاتا
دیارِ شام بسا ہے جنابِ زینبؑ سے

نمازِ شب میں بھی کہتے رہو حُسینؑ حُسینؑ
ہمیں سبق یہ ملا ہے جنابِ زینبؑ سے

رہائی دیدی مگر سامنے نہیں آیا
یزید ایسا ڈرا ہے جنابِ زینبؑ سے

ہے راہِ عشق یہاں کُہنیوں کے بل آؤ
ادب یہ ہم کو ملا ہے جنابِ زینبؑ سے

ملا ہے حکم رہائی کا قید خانے میں
امامؑ پوچھ رہا ہے جنابِ زینبؑ سے

میں جاؤں مشہد و کرب و بلا سے شام ظفر
پھر اپنے دل کی دُعا ہے جنابِ زینبؑ سے

سلام

شرافتِ بنی ہاشم کی پاسباں فضہؑ
جنابِ فاطمہ زہراؑ کی ہم زباں فضہؑ

شرف نہیں ہے زمانے میں اس سے بڑھ کے کوئی
پکاریں زینبؑ و حسنینؑ اِن کو ماں فضہ

کنیزِ زہرا سے اوروں کا کیا تقابل ہو
کہاں وہ عام خواتین اور کہاں فضہؑ

رسولِؐ حق کے تصدّق بفیضِ بنتِ رسولؐ
زمیں شرف کی فضائل کا آسماں فضہؑ

ہر ایک رنج نبیؐ زادیوں کے ساتھ سہا
غم والم کی مسلسل ہیں داستاں فضہؑ

تمام انبیاء دیں گے حسینؑ کا پُرسہ
سنائیں گی جو جفاؤں کی داستاں فضہؑ

عجیب حشر بپا ہو گا پھر سرِ محشر
کریں گی واقعہ مقتل کا جب بیاں فضّہ

جو ہمشبیہِ پیمبر نے دی سرِ مقتل
نہ بھولیں صبحِ شہادت کی وہ اذاں فضّہ

خیامِ آلِ محمدؐ سے جو اٹھا رن میں
فضا میں دیکھ کے روتی رہیں دھواں فضّہ

کوئی نظر نہ پڑے سر برہنہ زینبؑ پہ
علی کی بیٹی کو رکھتی تھیں درمیاں فضّہ

یہی ہیں سارے مصائب کی چشم دید گواہ
یہی ہیں آلِ پیمبرؐ کی نوحہ خواں فضّہ

زیارت اُسکی تمہیں بھی ہوئی نصیب ظفرؔ
بسا گئی ہیں جو شہرِ مسافراں فضّہ

سلام[۴]

یہ حقیقت ہے جو دُنیا پہ عیاں آج بھی ہے
خطۂ کرب و بلا رشکِ جناں آج بھی ہے

اب نہ رُک پائے گا روکے سے کبھی ذکرِ علیؑ
رفعتِ دار سے میثمؒ کا بیاں آج بھی ہے

تم کو ڈھونڈے سے ملے گا نہ یزیدیؑ پرچم
اور علمدارِ حسینؑ کا نشاں آج بھی ہے

کبھی ہذیان کی تہمت تو کبھی فتوئے کفر
فتویٰ سازی کی جو کل تھی وہ دوکاں آج بھی ہے

جانشین احمدِ مرسلؐ کے تھے کل بھی وارث
کوئی غیبت میں ہمارا نگراں آج بھی ہے

maablib.org

کل جہاں شہ نے جلائے تھے مودّت کے چراغ
وہ زمیں اہلِ مودّت کی زباں آج بھی ہے

یہ حبیب ابنِ مظاہر نے کہا کرکس کے کہا
نصرتِ شہ میں مرا عزم جواں آج بھی ہے

مدّتوں پہلے جلائے تھے لعینوں نے خیام
کربلا تیری فضاؤں میں دھواں آج بھی ہے

کھینچ لی سینۂ اکبرؑ سے شہِ دیں نے سناں
اُمِّ لیلیٰ کے کلیجے میں سناں آج بھی ہے

موت نے بچّی کو زنداں سے رہا کر تو دیا
قید خانے میں سکینہؑ کی فغاں آج بھی ہے

کربلا جا کے یہ احساس ہوا ہم کو ظفر
شہِ مظلوم کی ماں گریہ کناں آج بھی ہے

سلام

فرازِ دار پہ مدح و ثنا کرے تو کوئی
اب ایسے اجرِ رسالت ادا کرے تو کوئی

جگر کے ٹکڑوں کو دیں پہ فدا کرے تو کوئی
خُدا سے یوں بھی تو عہدِ وفا کرے تو کوئی

درِ حسینؑ کبھی بند ہو نہیں سکتا
ضمیرِ حُر کی طرح فیصلہ کرے تو کوئی

ہر امتحانِ مصیبت میں کام آئیں گے
شہیدِ کرب و بلا سے وفا کرے تو کوئی

نجاستیں اُسے چھُو لیں یہ کیسے ممکن ہے
ذرا حصارِ حدیثِ کساء کرے تو کوئی

maablib.org

حساب دینا پڑے گا اُسے بروزِ حساب
ذرا نمازِ مؤدّت قضا کرے تو کوئی

قبولیت سے یہ ہے گی وہ حشر تک محروم
بِنا وسیلے خُدا سے دُعا کرے تو کوئی

ہم اُسکے قدموں پہ کرلیں گے سجدۂ تعظیم
قضا کے سائے میں سجدہ ادا کرے تو کوئی

گلے لگا لیا بڑھ کر حسینؑ نے حُر کو
معاف ایسے کسی کی خطا کرے تو کوئی

یہ کہکے لائے تھے اکبرؑ کو کربلا میں حسینؑ
نبیؐ کو آلِ نبیؐ سے جدا کرے تو کوئی.

ظفر بہا کے عزائے حسینؑ میں آنسو
خود اپنے اشکوں کو آبِ بقا کرے تو کوئی

نوحہ

"حسینؑ غم میں ترے کائنات روتی ہے
یہ موت ہی نہیں تجھ پر حیات روتی ہے

بس ایک ہم ہی نہیں روتے شاہ کے غم میں
کہ خود لحد میں پیمبر کی ذات روتی ہے

عجیب لہجۂ پُر درد میں کہی اکبر
اذانِ صبحِ شہادت پہ رات روتی ہے

فقط رباب ہی گریہ کناں نہیں اصغر
تمہاری پیاس پہ نہرِ فرات روتی ہے

طمانچے مارنے لگتا ہے جب کوئی ظالم
سکینہ تھام کے عابد کا ہات روتی ہے

نہیں وہ روتی اکیلی اکیلے حُجرے میں
اداسی فاطمہ صغرا کے سات روتی ہے

ظفر میں لکھتا ہوں جب بھی حسین کا نوحہ
تو میری رُوح مرے ساتھ ساتھ روتی ہے

maablib.org

نوحہ

خنجر کے تلے شہ کا گلا ہے مرے اللہ
سادات پہ کیا جور و جفا ہے مرے اللہ

تلواروں کی زد پر ہے محمدؐ کا نواسہ
شعلوں میں گھری کرب و بلا ہے مرے اللہ

جس وقت لعیں کُند چھری پھیر رہا تھا
اس وقت بھی سرورؑ نے کہا ہے مرے اللہ

جو چادرِ تطہیر کے سائے میں پلے تھے
صحرا میں لہو انکا بہا ہے مرے اللہ

صغراؑ نے خدا جانے کہا کیا دمِ آخر
ہر ظلم سکینہؑ نے سہا ہے مرے اللہ

آئے نہ نظر کاش کوئی جاننے والا
بازاروں میں عابدؑ کی دعا ہے مرے اللہ

لائی گئیں زینبؑ سرِ بازار کھلے سر
کیا اجرِ رسالت کا ملا ہے مرے اللہ

سقائے سکینہؑ کا جگر ہو گیا چھلنی
یوں تیر سے مشکیزہ چھدا ہے مرے اللہ

صغراؑ نے اٹھائے ہیں جدائی کے وہ صدمے
غمگین مدینے کی فضا ہے مرے اللہ

شیریں بھی نہ پہچان سکی بنتِ علیؑ کو
وہ ظلم اسیروں پہ ہوا ہے مرے اللہ

اے کاش صدا آئے ظفرؔ کرب و بلا سے
کیا نوحہ شہِ دیں کا لکھا ہے مرے اللہ

maablib.org

نوحہ

اسلام کا وقار ہے لبیک یا حسینؑ
مومن کا اعتبار ہے لبیک یا حسینؑ

دیکھا ہے اپنی آنکھوں سے سب نے یہ معجزہ
اِک خطۂ یزید تھا برباد ہو گیا
آوازِ ہر دیار ہے لبیک یا حسینؑ

برپا ہوا اِسی سے تو اِک تازہ انقلاب
سُفیانیت کے چہرے سے خود اٹھ گئی نقاب
مولائیوں کا وار ہے لبیک یا حسینؑ

جیسے رسولؐ کے ابوطالبؑ تھے دستگیر
جیسے حصارِ نادِ علیؑ ہے اثر پذیر
ایسا ہی اک حصار ہے لبیک یا حسینؑ

maablib.org

اک یہ بھی نعرہ نسلوں میں ہونا ہے منتقل
اس سے دہلتے دیکھے گئے مشرکوں کے دل
حیدرؑ کی ذوالفقار ہے لبّیک یا حسینؑ

اس بات سے کریگا مسلماں نہ اِنحراف
لبّیک کی صدائیں بھی جسکا کریں طواف
اُس گھر کی خود پکار ہے لبّیک یا حسینؑ

ایوانِ ظلم وجور کو ڈھایا اسی نے ہے
اسلام کا وقار بڑھایا اسی نے ہے
مومن کا اعتبار ہے لبّیک یا حسینؑ

لبّیک یا حسینؑ کہا کھِل اٹھے چمن
دیکھا ہے ہم نے ایسا بھی اعجازِ پنجتن
اِک موسمِ بہار ہے لبّیک یا حسینؑ

maablib.org

میدانِ صلح ہو تو کرو صلحِ شبّریؑ
خیبر کا معرکہ ہو تو شمشیرِ حیدریؑ
مظلومیت کا وار ہے لبّیک یا حسینؑ

قدموں پہ جسکے حُر نے لُٹائی تھی زندگی
جسکے لہو نے دی ہے زمانے کو روشنی
پاکیزہ خوں کی دھار ہے لبّیک یا حسینؑ

تاریخ اسکو دے سندِ انقلاب بھی
ھَل مِن کے استغاثے کا یہ ہے جواب بھی
ہاں وقت کی پُکار ہے لبّیک یا حسینؑ

زینبؑ کے سر کی ہو گئی چادر لہو میں تر
زنجیر میں جکڑ گئے سجّادؑ اے ظفر
اب کس کا انتظار ہے لبّیک یا حسینؑ

maablib.org

نوحہ

آ گئی شامِ غریباں نہیں آئے عباسؑ
کتنی زینبؑ ہے پریشاں نہیں آئے عباسؑ

کٹ گیا شہؑ کا گلا اُٹھتا ہے خیموں سے دُھواں
آ گئے درد کے طوفاں نہیں آئے عباسؑ

کل جو آباد تھا اٹھارہ بنی ہاشمؑ سے
آج وہ گھر ہوا ویراں نہیں آئے عباسؑ

شمر نے چھینی تھی جبدم سرِ زینبؑ سے رِدا
ہوا زخمی سرِ عریاں نہیں آئے عباسؑ

جل گئے خیمے چھنی سر سے ردا زینب کی
اب وہ ہیں اور یہ میداں نہیں آئے عباسؑ

وہ جسے سینۂ شبیرؑ پہ نیند آتی تھی
ظلم سہہ کر ہوئی بے جاں نہیں آئے عباسؑ

لگ گیا زخمِ یتیمی بھی دلِ عابدؑ پر
ہو گئے چاک گریباں نہیں آئے عباسؑ

خاکِ مقتل پہ یہ بیٹھے ہوئے کہتے تھے حرم
کون ہے اپنا نگہباں نہیں آئے عباسؑ

کرکے قربان بھرے گھر کو اسیرانِ حرم
چل دیئے جانبِ زنداں نہیں آئے عباسؑ

اے ظفرؔ سوکھا ہوا کوزہ لیئے اک بچی
خاک پر بیٹھی ہے حیراں نہیں آئے عباسؑ

نوحہ

جب شہِؑ دیں سے ملی رن کی رضا عباسؑ کو
کتنے لب دیتے تھے جینے کی دُعا عباسؑ کو

صبحِ عاشورہ جو اُبھری تھی شہادت کی اذاں
دیکھ کر روئی تھی زینب سلام اللہ علیہا کی ردا عباسؑ کو

دیکھ کر مشک و علم رو کر سکینہؑ نے کہا
چھوڑ کر کیوں آ گئے بابا چچا عباسؑ کو

کہتی تھیں زینبؑ نہ چھنتیں چادریں لٹتا نہ گھر
شہؑ سے مل جاتا اگر اذنِ وغا عباسؑ کو

جب رسن سے بے کجاوہ اونٹ پر باندھا گیا
یاد رو رو کر سکینہؑ نے کیا عباسؑ کو

سوکھا مشکیزہ دکھانا وہ برائے اذنِ جنگ
ہائے وہ حیرت سے شہؑ کا دیکھنا عباسؑ کو

راہ تکتی رہ گئی بالی سکینہؑ تشنہ لب
مرتے دم تک بس یہی صدمہ رہا عباسؑ کو

زیر کرتے کیا لعیں شیرِ خدا کے شیر کو
بہتے مشکیزے نے زخمی کردیا عباسؑ کو

عموعمو کی صدائیں سوگئیں لیکن ظفر
رو رہا ہے قید خانے کا دیا عباسؑ کو

maablib.org

نوحہ

جری دلیر علمدار کربلا غازیؑ
تری وفاؤں پہ قربان باوفا غازیؑ

ردائیں سر سے گریں اور کونپے ہاتھوں سے
کمر کو تھام کے سرور نے جب کہا غازیؑ

لہو سے غسل کیا ہے تمہارے آقاؑ نے
بنی ہے شہ کا کفن خاکِ کربلا غازیؑ

جلانے آ گئے خیموں کو آگ لیکے لعیں
تمہارے بعد انہیں کون روکتا غازیؑ

گھرا تھا شعلوں میں جب وقت بسترِ سجادؑ
پکارتی رہیں زینبؑ مدد کو آ غازیؑ

جو ہو سکے تو چلے آؤ شامِ غربت میں
بچالو زینبؑ و کلثومؑ کی ردا غازیؑ

طمانچے کھاتی رہی اور لہو بھی بہتا رہا
صدائیں آتی رہیں اے مرے چچا غازیؑ

چلی یہ کہتی ہوئی سوئے نہر اک بچی
کرونگی پیاس کا ہر گز نہ اب گِلہ غازیؑ

تم اپنی بالی سکینہؑ سے آکے مل جاؤ
چلا ہے رن سے اسیروں کا قافلہ غازیؑ

سناں کی نوک سے گر جائے گا سرِ عباسؑ
نہ دیکھ پائے گا زینبؑ کو بے ردا غازیؑ

ظفر یہ رو کے دُعا کر رہا ہے زیرِ علم
میں جاؤں پھر سے زیارت کو کربلا غازیؑ

maablib.org

حضرت اُمّ البنینؑ

عظمتِ کردار کا ہیں آسماں اُمّ البنینؑ
حضرتِ عباسؑ سے بیٹے کی ماں اُمّ البنینؑ

زینبؑ و کلثومؑ کے پردے کی یارب خیر ہو
قبرِ پیغمبرؐ پہ تھیں نوحہ کناں اُمّ البنینؑ

سسکیاں لیکر یہ اکثر سوچتی تھیں صبح و شام
رہ گئی اُجڑے مدینے میں کہاں اُمّ البنینؑ

شام ہوتے ہی نظر آتے تھے یہ سب اِک جگہ
گھر کی ویرانی غم و آہ و فغاں اُمّ البنینؑ

ٹکڑے ہو جاتا کلیجہ لہجۂ پُرسوز پر
آپ بھی سنتیں جو اکبرؑ کی اذاں اُمّ البنینؑ

ہاتھ کٹوا کر سرِ کرب و بلا عباسؑ نے
لکھی پانی پر وفا کی داستاں اُمّ البنینؑ

سو گئے جب نہر پر عباسؑ جب دن ڈھل چکا
تب ہوئی ہیں بے ردا سیدانیاں اُمّ البنینؑ

کہتی تھیں زینبؑ سے روکر یہ بہت شرمندگی
ہاتھ میں بندھوا نہ پائی ریسماں اُمّ البنینؑ

بھر گیا لاشوں سے مقتل جل گئے خیمے قلعہ
آپ کے گلشن پہ آئی ہے خزاں اُمّ البنینؑ

نوحہ

پدر کو شامِ غربت میں سکینہؑ ڈھونڈتی ہوگی
وہ بچی بے سہارا تھی سہارا ڈھونڈتی ہوگی

نظر آتی نہیں بالی سکینہؑ دشتِ غربت میں
جلے خیموں میں شاید اپنا کوزہ ڈھونڈتی ہوگی

پھوپھی کی گود میں بیٹھی پریشانی کے عالم میں
اندھیرے دشت میں بچی اُجالا ڈھونڈتی ہوگی

لگے ہونگے طمانچے اور جب دامن جلا ہوگا
وہ ایسے میں نجف جانے کا رستہ ڈھونڈتی ہوگی

وہ جس نے ہر طمانچے پر پکارا اپنے عموّ کو
پریشانی میں دریا کا کنارا ڈھونڈتی ہوگی

سکینہؑ کے نجُبر اصغرؑ کا کُرتہ اور ردا اپنی
ربابؑ خستہ تن مقتل میں کیا کیا ڈھونڈتی ہوگی

مدینے میں اُسے شبیرؑ تنہا چھوڑ آئے تھے
تصورؔ میں علی اصغرؑ کو صغراؑ ڈھونڈتی ہوگی

ستاتی ہونگی جب یادیں ظفرؔ اسکو بھرے گھر کی
شہہِ والا کو بیمارِ مدینہ ڈھونڈتی ہوگی

نوحہ

بابا بابا کہتی بچی آئی ہے ویرانوں میں
گھِر گئی ہے اولادِ محمد کوفے کے حیوانوں میں

کل تک جسکو نیند نہ آئی تھی شہ کے سینے کے بغیر
خاک کے بستر پہ سوتی ہے آج وہی ویرانوں میں

رو رو کر کہتی تھی سکینہ شمرِ لعیں نے چھین لیے
موتی جو میرے بابا نے پہنائے تھے کانوں میں

پھر اک بار نبی کے کلمہ گویوں نے بھڑکائی آگ
بالی سکینہ کے دامن میں صغرا کے ارمانوں میں

چومتے تھے جن ہاتھوں کو زہراؑ و علیؑ و پیغمبرؐ
بے دینوں نے آج رسن باندھی ہے انہی کے شانوں میں

ہاتھوں میں ہتھکڑیاں، لبوں پہ پیاس، ہے اولادِ نبیؐ
لٹ گئی احمد کی نواسی کن ظالم انسانوں میں

حق کے لیے جن درباروں میں کل زہراؑ کو جانا پڑا
زینبؑ حیدرؑ بنکر آئی آج انہی ایوانوں میں

کل تک تھا آباد مدینہ صغرا بھی بے چین نہ تھی
آج مدینے کے یہ مسافر بیٹھے ہیں زندانوں میں

نسلِ ابوطالبؑ ہی بچا کر لاتی ہے ساحل پہ ظفر
جب بھی کبھی اسلام کی کشتی گھرتی ہے طوفانوں میں

maablib.org

نوحہ

یہ بولیں لاشۂ شہؑ پر سکینہؑ اے مرے بابا
یوں اچھا تو نہیں جنگل میں سونا اے مرے بابا

نہ ہم برباد ہوتے اور نہ صغرا سے جُدا ہوتے
نہ چھوڑا ہوتا گر شہرِ مدینہ اے مرے بابا

کہاں جا کر بسے ہیں آپؑ اور عموؑ خدا جانے
ہمیں یُوں چھوڑ کر جنگل میں تنہا اے مرے بابا

اٹھایا ہے تمہاری لاش سے یوں شمر نے مجھکو
نہ ہو جیسے ہمارا کوئی رشتہ اے مرے بابا

ہماری تشنگی کی حد نہ پوچھیں یہ بتا دیجئے
کہ کیا اب تک علیؑ اصغر ہے پیاسا اے مرے بابا

تمہارے بعد حد کر دی منظالم کی لعینوں نے
جلا ڈالا علی اصغر کا جھولا اے مرے بابا

دہل جاتا ہے دِل میرا اگر آہٹ بھی ہوتی ہے
ہوا ہے دشت میں کیسا اندھیرا اے مرے بابا

یہ اچھا ہی ہوا گذرے نہ اسکے دِل پہ یہ صدمے
نہ آئی کربلا کے بن میں صغرا اے مرے بابا

یہ مانا اصغرِؑ معصوم سا بیٹا ہے پہلو میں
مگر بیٹی سے بھی ملنے کو آنا اے مرے بابا

خدا کے واسطے عموّ کو دریا سے بلا دیجئے
کرونگی اب نہ پانی کی تمنّا اے مرے بابا

پھوپھی امّاں کو دے جائیں دلاسہ آپ ہی آکر
انہیں کھا جائے گا اکبرؑ کا صدمہ اے مرے بابا

یہ ہو سکتا ہے تھک کر میں بھی سو جاؤں برس اک دن
مجھے راس آگیا گر قید خانہ اے مرے بابا

ظفرؔ جب آگ دامن میں لگی اور سیلیاں کھائیں
یہی کہتی رہی رو رو کے دکھیا اے مرے بابا

نوحہ

تاریخ کے لبوں پہ یہ نوحہ ہے آج بھی
بالی سکینہؑ قید میں تنہا ہے آج بھی

اسکو بہت رُلایا ہے شمرِ لعین نے
جس کا کفن جلا ہوا کرُتہ ہے آج بھی

ساحل پہ رہ کے بھی جنہیں پانی نہ مل سکا
دریا انہیں کو ڈھونڈتا پھرتا ہے آج بھی

پانی گواہی دیتا ہے اس کے مزار پر
اک باوفا کا نہر پہ قبضہ ہے آج بھی

کھینچے تھے گوشوارے سکینہؑ کے اس طرح
کانوں سے اسکے خون ٹپکتا ہے آج بھی

اُس قید خانے جاؤ تو ہوتا ہے یہ گماں
زنداں میں درد و غم کا بسیرا ہے آج بھی

زنداں میں ایک بچی کی تنہائی پر ظفر
بے چین روحِ فاطمہ زہراؑ ہے آج بھی

نوحہ

کیسے بالی سکینہؑ کو نیند آئے گی
صبحِ عاشور جب شب میں ڈھل جائے گی

کس طرح بھول پائے گی اس چاہ کو
یاد کر کے بہت روئے گی شاہ کو
ظالموں کے طمانچے وہ جب کھائے گی

دیکھ مشکِ سکینہؑ یہ شبیرؑ نے کہا
جاؤ بھائی تمہارا محافظ خدا
میں بھی پچھتاؤں گا یہ بھی پچھتائے گی

شام سے پہلے اس پر نہ ہوں گے ستم
جب چچا ہیں سلامت تو پھر کیسا غم
شامِ غربت کے آتے ہی گھبرائے گی

maablib.org

یہ سکینہؑ کا سِن اور یہ معصومیت
یہ یتیمی کے داغ اور یہ مظلومیت
آگ دامن کی کیسے بجھا پائے گی

ڈھونڈتی کیوں ہے بچی کو اے خستہ تن
میرے سینے پہ وہ سو رہی ہے بہن
لاشۂ شہ سے تب یہ صدا آئے گی

لائے گی حُر کی زوجہ جو آب و غذا
پھر خیال آئے گا تشنہ لب بھائی کا
کوزۂ آب مقتل میں لے جائے گی

جب ستمگر رسن سے کسے گا گلُو
زخمی کانوں سے جب بھی بہے گا لہُو
یادِ عباسِ غازی کی تڑپائے گی

maablib.org

بڑھ نہ پائے گا نیزے پہ سرورؑ کا سر
پھٹ نہ جائے کہیں غم سے ماںؑ کا جگر
جب سکینہؑ سواری سے گر جائے گی

کھا کے جب راہ میں شمرِ لعین کی گھڑکیاں
روتے روتے ہی بندھ جائیں گی سسکیاں
کس طرح ماں سکینہؑ کو بہلائے گی

دل پہ سہنے ہیں آخر جدائی کے داغ
چھوڑ جائیگی بس آنسوؤں کے چراغ
جب رہا ہو کے ماں کربلا جائے گی

سب رہا ہو کے باندھیں گے رختِ سفر
جسکو ماں بہت تھا کہ جائے وہ گھر
بس وہی قید خانے میں رہ جائے گی

سو گیا بھائی اصغرؑ بیابان میں
نیند آئی سکینہؑ کو زندان میں
کیسے زینبؑ یہ صغراؑ کو بتلائے گی

جلد تقدیر میں شام لکھا ہے سفر
میرے دل کو بھی اب یہ یقیں ہے ظفر
اپنے روضے پہ شہزادیؑ بلوائے گی

maablib.org

نوحہ

کربلا کو لائیں زینبؑ اس طرح انجام تک
"داستانِ غم بیاں کی کربلا سے شام تک"

بھائی کے نوحے نہ پڑھتیں زینبؑ مضطر اگر
سامنے آتے نہ شاید قاتلوں کے نام تک

آخری ہچکی میں سقائے سکینہؑ نے کہا
کاش مشکیزہ پہنچ سکتا یہ خالی جام تک

کیا بہادر تھا کہ رونے کے بجائے ہنس دیا
تیر پہنچا جیسے ہی معصوم تشنہ کام تک

آنکھ کھولی تو سناں کی نوک پر تھا شہ کا سر
ہوش میں سجادؑ کب تھے آخری کہرام تک

maablib.org

رَن میں پامالی کی زد پہ ایک لاشہ رہ گیا
کتنے لاشے شاہ لائے عصر کے ہنگام تک

یاں اذانِ صبحِ عاشورہ نہ صغراؑ سن سکی
اور خطِ صغراؑ نہ پہنچا اکبرِؑ گلفام تک

بول اٹھیں عباسؑ کے لہجے میں بعدِ شاہِ دیں
وہ جو زینبؑ چپ رہی تھی بے کسوں کی شام تک

ظلم کی وہ انتہا کی تھی لعینوں نے ظفر
رو رہی تھی رن میں روحِ بانیؑ اسلام تک

نوحہ

زینبؑ پکاریں بھائی سدھارے تو کیا کروں
صحرا میں ٹوٹ جائیں سہارے تو کیا کروں

کھا کر طمانچے شمرؑ کے بعدِ شہہِ زمن
غازی تمہیں سکینہؑ پکارے تو کیا کروں

ماں جائے تیرے سوگ میں روؤں گی عمر بھر
مر جائیں میرے راج دُلارے تو کیا کروں

چھنتی ردائیں جلتے ہوئے خیمے دیکھ کر
روئے سکینہؑ خوف کے مارے تو کیا کروں

لاشہ جری کا تڑپے گا دیکھا جو بے ردا
دریا سے شمرؑ ہم کو گذارے تو کیا کروں

لوگوں کو ہنستا دیکھ کے بازارِ شام میں
سجادؑ رو کے تم کو پکارے تو کیا کروں

طوقِ گراں کے وزن سے رُک رُک کے چلنے پر
عابدؑ کو شمر درّوں سے مارے تو کیا کروں

رو کر میں اپنے چاند ستاروں کو دشت میں
دیکھوں فلک پہ چاند ستارے تو کیا کروں

نامحرموں کے سامنے دربارِ شام میں
پوچھے یزیدؔ نام ہمارے تو کیا کروں

رو کر ظفر یہ کہتی تھیں زینبؑ میں جا کے گھر
صغرؔا کو دیکھوں گور کنارے تو کیا کروں

نوحہ

شامِ عاشور کبھی بھول نہ پائی زینبؑ
کھو کے آئی تھی جو شبیرؑ سا بھائی زینبؑ

عصرِ عاشور یہ مجبور بہن کہتی تھی
کیسے سہہ پائے گی بھائی کی جدائی زینبؑ

شمرِ لعیں نے کاٹ دیا شہؑ کا گلا خنجر سے
اور دیتی رہی مقتل میں دہائی زینبؑ

بعدِ شبیرؑ یہ فضہ نے کہا رو رو کر
لٹ گئی دشت میں زہرا کی کمائی زینبؑ

خون میں ڈوبا ہوا جب مرکبِ شبیرؑ آیا
دوڑ کر خیمے سے باہر نکل آئی زینبؑ

بے ردا آنا پڑا ڈھونڈنے اک بچی کو
ہائے وہ شام وہ دریا کی ترائی زینبؑ

maablib.org

مٹ گئی ہوتی شریعت بھی محمدؐ کی اگر
سر نہ دیتا سرِ مقتل ترا بھائی زینبؑ

باندھنے کو وہی آیا ہے تمہارے بازو
جس نے سجادؑ کو زنجیر پنہائی زینبؑ

اب وطن جائے گی خود تیری محافظ بنکر
وہ شریعت جو سرِ دشت بچائی زینبؑ

بولیں سجادؑ سے اب بھائی کا چہلم کرنے
جائے گی کرب وبلا پا کے رہائی زینبؑ

بھائی نے چھوڑ کے گھر کرلیا صحرا آباد
بستی تم نے بھی بہت دور بسائی زینبؑ

کون لکھ سکتا ہے وہ کرب کے لمحات ظفرؔ
کسطرح سر کھلے بازاروں میں آئی زینبؑ

نوحہ

کہتی تھیں یہ زینبؑ رو رو کر | بھیّا مری چادر دلوا دو
مقتل میں کھڑی ہوں ننگے سر | بھیّا مری چادر دلوا دو

جانے وہ کہاں ہوگی مضطر | ڈھونڈونگی سکینہؑ کو جا کر
جاؤنگی میں کیسے دریا پر | بھیّا مری چادر دلوا دو

قسمت نے رکھا ہے کیوں زندہ | کس طرح پھرے گی بے پردہ
عباسِؑ دلاور کی خواہر | بھیّا مری چادر دلوا دو

تم کو تو خبر ہے اے بھائی | ہے رن میں پریشاں ماں جائی
آئے ہیں یہاں کتنے لشکر | بھیّا مری چادر دلوا دو

تم کو نہ اگر میں پاؤں گی | خود گنجِ شہیداں آؤں گی
تڑپے گی وہاں لاشِ اکبرؑ | بھیّا مری چادر دلوا دو

maablib.org

باندھا ہے رسن سے اعدا نے   رستے ہیں یہاں سب انجانے
لے جائیں گے یہ ظالم در در   بھیّا مری چادر دلوا دو

اے کاش کہ یہ ممکن ہوتا   ہاتھوں سے چھپا سکتی چہرہ
جاتی ہوں رسن بستہ ہو کر   بھیّا مری چادر دلوا دو

اس غم میں کہ سر ننگے ہیں حرم   اسکو نہ کہیں کھا جائے یہ غم
ہر سانس ہے عابدؑ کا دوبھر   بھیّا مری چادر دلوا دو

نوحہ تھا ظفر یہ زینبؑ کا   اب زندہ رہے کیسے دکھیا
کیا کیا نہ ستم ٹوٹے دل پر   بھیّا مری چادر دلوا دو

نوحہ

فوجِ اعدا جب اسیروں پر ستم ڈھانے لگی
امِ لیلیٰ کو علی اکبرؑ کی یاد آنے لگی

خیمۂ زینبؑ میں اک کہرام برپا ہو گیا
صبحِ عاشورہ جب آوازِ اذاں آنے لگی

لائے جب قاسمؑ کی میت ایک گٹھڑی میں حسینؑ
لاش کے ٹکڑوں پہ فروہ اشک برسانے لگی

جب گرا گھوڑے سے زخمی ہو کے حیدرؑ کا پسر
اشقیا کی فوج پیہم تیر برسانے لگی

صبحِ عاشورہ عیاں ہونے لگی جب دشت میں
مصطفےٰؐ کی آلؑ پر غم کی گھٹا چھانے لگی

جب ڈھلی شامِ غریباں تو علی اصغرؑ کی ماں
خالی گہوارہ ہلا کر خود کو بہلانے لگی

اب طمانچے شمرؔ کے کھلنے ہیں سہنے ہیں ستم
شامِ غربت اک یتیمہ کو یہ سمجھانے لگی

کاروانِ شہؔ کو نکلے جب بہت دن ہو گئے
یادِ اکبر فاطمہ صغرا کو تڑپانے لگی

جیسے جیسے ڈھل رہی تھی شامِ عاشورہ ظفرؔ
اک یتیمہ بابا بابا کہہ کے چلّانے لگی

نوحہ

زینبؑ مضطر یہ کہتی تھیں علی اکبرؑ نہ جاؤ
ہیں ستمگر چار سو خیمے سے تم باہر نہ جاؤ

جو گیا مقتل کی جانب وہ وہیں پر رہ گیا
خون کے پیاسے ہوئے ہیں شام کے لشکر نہ جاؤ

جو بھی بچھڑا اسکا غم شبیرؑ نے دل پر سہا
تم بھی گر بچھڑے تو مر ہی جائیں گے سرورؑ نہ جاؤ

ہر طرف لاشیں پڑی ہیں آگ ہے چاروں طرف
خون میں ڈوبا ہوا ہے رن کا ہر منظر نہ جاؤ

دو تسلی اپنی ماں کو بھائی کو بہلاؤ تم
جاں بلب جھولے میں روتا ہے علی اصغرؑ نہ جاؤ

اور ہی تیور نظر آتے ہیں فوجِ شام کے
سر برہنہ ہو نہ جائے دشت میں مادر نہ جاؤ

ڈھل گیا زخموں کا سورج آگئی ہے غم کی شام
بسترِ غم پر پڑا ہے عابدؑ مضطر نہ جاؤ

یاں سکینہؑ دیکھتی ہے تم کو کتنی یاس سے
منتظر ہوگی مدینے میں بھی اک خواہر نہ جاؤ

آنہ جائے اِس جوانی پر کہیں رن میں خزاں
ہوگئی پامال لاشِ قاسمؑ مضطر نہ جاؤ

اے ظفرؔ آواز خیموں سے یہی آتی رہی
یہ پھوپھی قربان تم پر اے مرے دلبر نہ جاؤ

maablib.org

نوحہ

ہو کے زِنداں سے رہا جب وطن آئے سجادؑ
غم کے طوفاں تھے جو پردیس سے لائے سجادؑ

ڈھل گئی شامِ غریباں یہی کہہ کر آخر
جب تلک زندہ رہے اشک بہائے سجادؑ

طوق کا وزن جھکائے تھا کمر عابد کی
لاشِ شبیرؑ پہ کس کرب سے آئے سجادؑ

جلتے خیموں کے قریں بیٹھے ہوئے کہتے تھے
دِل کے شعلوں کو بھلا کیسے بُجھائے سجادؑ

دی ہے کس جرم کی آخر یہ سزا امت نے
آج بھی آتی ہے مقتل سے صدائے سجادؑ

ہیں رسن بستہ حرم سر پہ رِدائیں بھی نہیں
کس طرح شام کے بازار میں جائے سجادؑ

لاشِ شبیرؑ پہ دوڑاتے ہیں گھوڑے ظالم
شہؑ کو پامالی سے کس طرح بچائے سجادؑ

کیا قیامت تھی جو گذری ہے اسیروں پہ ظفر
داستاں کیسے یہ صُغراؑ کو سنائے سجادؑ

نوحہ

جب شام کی راہوں میں بُکا کرتے تھے سجادؑ
کچھ اور سوا ظلم سہا کرتے تھے سجادؑ

ماں بہنوں کو بے پردہ نہ دیکھیں یہ تماشائی
بازاروں میں بس یہ ہی دعا کرتے تھے سجادؑ

خود صبر بھی سجادؑ پہ رونے لگا ہوگا
ایزاؤں پہ جب شُکرِ خدا کرتے تھے سجادؑ

سہتے رہے ہر زخم اٹھاتے رہے صدمے
کیا صبر تھا شکوہ نہ گِلہ کرتے تھے سجادؑ

صغراؑ کو سُنانے کے لیئے غم کی کہانی
خود اپنے ہی اشکوں سے لکھا کرتے تھے سجادؑ

کہتے تھے عدو وارثِ اسلام کو باغی
کس دل سے یہ الزام سہا کرتے تھے سجادؑ

دُرّوں سے نئے زخم دیا کرتے تھے ظالم
جب راہ میں تھک تھک کے رُکا کرتے تھے سجّادؑ

دیتا بھی بھلا کون وہاں آکے دلاسہ
خود اشکوں سے زخم اپنے بھرا کرتے تھے سجّادؑ

رہ جاتے تھے آنکھوں سے لہو اپنا بہا کر
پیاسوں کی صدائیں جو سنا کرتے تھے سجّادؑ

تم نے بھی کہاں چھوڑ دیا ساتھ ہمارا
یہ قبرِ سکینہؑ پہ کہا کرتے تھے سجّادؑ

رو رو کے بیاں کرتے تھے مقتل کی کہانی
یوں مجلسِ شبّیر بپا کرتے تھے سجّادؑ

گھر آکے ظفر روتے تھے جب خون کے آنسو
مقتل کا سفر یاد کیا کرتے تھے سجّادؑ

maablib.org

نوحہ

ملی رہائی تو عابدؑ یہ کام کرکے چلے
سب آنسو قبرِ سکینہؑ کے نام کرکے چلے

یہ اہلِ شام سے بولے اگر نہ ہو زحمت
دیا جلا دیا کرتا اگر ملے فرصت
بہن کے واسطے یہ اہتمام کرکے چلے

سکینہؑ شام کے زنداں میں رہ گئی تنہا
چلے اسیر رہا ہو کے سوئے کرب و بلا
یہ معرکہ بھی مجاہد تمام کرکے چلے

مٹیں گے کیسے جو دل پر لگے جدائی کے داغ
جلائے قبر پہ رو رو کے آنسوؤں کے چراغ
دلوں کے صبر کی خاطر یہ کام کرکے چلے

دعا جو کرتی تھی رو رو کے وہ بھی دن آئے
وہ جس کے دل میں یہ ارمان تھا وطن جائے
اسے حوالۂ زندانِ شام کرکے چلے

وطن بھی جا کے وہ روئیں گے شاہؑ کے غم میں
اب اُن کی عمر بسر ہوگی شہؑ کے ماتم میں
جو زیست اپنی شہیدوں کے نام کرکے چلے

کہا تھا گھر کو لٹا ڈالیں بچاؤں گا
میں اپنے سر کو کٹا ڈالیں بچاؤں گا
وہی حسین علیہ السّلام کرکے چلے

کوئی ہمارا مرا تو کہا حسینؑ حسینؑ
عزا کا فرش بچھا تو کہا حسینؑ حسینؑ
یہ انتظام بھی جو تھے امامؑ کرکے چلے

ظفر صدا یہی آتی تھی لاے مرے بابا
سبھی وطن گئے میں قید میں رہی تنہا
لحد پہ اہلِ حرم جب سلام کرکے چلے

نوحہ

ڈھلی جب شام اک ماں نے علی اصغرؑ کو ڈھونڈا ہے
بہن نے وقتِ رخصت بھائی کے لشکر کو ڈھونڈا ہے

اذانِ صبحِ عاشورہ کی جب آواز گونجی ہے
مدینے میں بہن نے پھر علی اکبرؑ کو ڈھونڈا ہے

درِ خیمہ پہ شہہؑ نے اُمِّ فروہؑ سے کہا روکر
بڑی مشکل سے لاشِ قاسمِؑ مضطر کو ڈھونڈا ہے

نظر آیا نہ جب اصغرؑ کا سر گنجِ شہیداں میں
تو نیزوں سے لعینوں نے سرِ اصغرؑ کو ڈھونڈا ہے

چھنیں جب چادریں عباسِؑ غازی کو صدا دیکر
نہ جانے کتنی ماؤں نے علی اکبر کو ڈھونڈا ہے

یہ دردو غم کی ماری زینبؑ مضطر کی ہمت تھی
جلے خیموں میں جاکر عابدؑ مضطر کو ڈھونڈا ہے

maablib.org

قیامت یہ بھی آئی ہے دلِ زینبؑ پہ مقتل میں
کبھی دیکھا سوئے ساحل کبھی چادر کو ڈھونڈا ہے

سکینہؑ کو جگا کر رو کے زینبؑ نے یہ پوچھا تھا
بتاؤ تم نے کیسے لاشۂ سرورؑ کو ڈھونڈا ہے

جو نیند آئی کبھی عاشور سے جاگی سکینہؑ کو
ظفر اس غم زدہ نے سینۂ سرورؑ کو ڈھونڈا ہے

نوحہ

تاریخ نے لکھے ہیں حالات یہ صغرا کے
رکتے ہی نہ تھے آنسو بیمارِ مدینہ کے

کہتی تھی نہ بٹھلاؤ اماں کی عماری میں
کر لونگی سفر بابا میں ساتھ میں فِضہ کے

تنہا رہی اِک گھر میں اِک شام کے زنداں میں
غم ایک ہی جیسے ہیں صغرؔا و سکینہؔ کے

خط فاطمہ صغرؔا کا آجانا دمِ آخر
اِک زخم لگا دل پر یہ بھی شہہ والا کے

مایوسی کے عالم میں جاتی تھی جو حجرے میں
فوراً ہی پلٹ آتی دروازے پہ گھبرا کے

راہوں میں کھڑی صغرؔا یہ سوچتی رہتی تھی
پردیس سدھارے کیوں بابا مجھے تڑپا کے

اب بھیج دیں اکبرؑ کو کر دیکھنا ہے زندہ
بابا سے کوئی کہہ دے پردیس میں یہ جا کے

قاصد سے کہا شہؑ نے اکبرؑ کے جنازے پر
یہ لاش نہیں قاصد ارمان ہیں صغراؑ کے

ظالم کے طمانچوں سے محفوظ تو ہو صغراؑ
کہتی تھی سکینہؑ یہ رُخسار کو سہلا کے

جس گھر سے اٹھے میت اس گھر کو جلا ڈالو
تحریر ہے کیا یہ بھی دستور میں دُنیا کے

یہ فاطمہ صغراؑ کو پُرسہ ہے ظفر اپنا
تحریر کیا نوحہ اشک آنکھوں سے برسا کے

نوحہ

بیمار بہن کا نوحہ تھا کیوں آئے نہیں بھیّا اکبرؑ
کیا لینے مجھے تب آؤ گے مر جائیگی جب صغرؑا اکبرؑ

بیمار بہن سے جاتے ہوئے وعدہ یہ کیا تھا آؤنگا
بابا نے تمہیں کیوں روک لیا یاد آئی نہ کیوں بھیّا اکبرؑ

میں سوچتی رہتی ہوں اکثر اور دیکھتی رہتی ہوں راہیں
کیوں دیر ہوئی آنے میں تمہیں کچھ مجبوری ہے کیا اکبرؑ

کھا جائے گا مجھکو سونا گھر اب پھیل رہی ہے مایوسی
ویران ہوئیں ساری راہیں اور گھر میں ہے اندھیارا اکبرؑ

یاں کوئی مرا ہمدرد نہیں اب کس کو سناؤں حال اپنا
ہر آس مری دم توڑ گئی ویران ہے اب دنیا اکبرؑ

اے بھائی مرے یہ دھیان رہے گر دیر ہوئی پچھتاؤ گے
کب مجھکو لینے آؤ گے جلدی مجھے خط لکھنا اکبرؑ

میں گور کنارے ہوں خود ہی ناراض ہوئے ہو کیوں مجھ سے

یا مجھ کو بتادو بس اتنا کب تک دیکھوں رستہ اکبرؑ

میں گھر میں اکیلی بیٹھی ہوں سب جانب چلے ڈھونڈنے گئے

بس اپنے تصور میں پڑھ لو کیا حال لکھوں دل کا اکبرؑ

اک بھائی کی فرقت میں ظفرؔ نوحہ یہ لبِ صغراؑ پہ رہا

گر دیر ہوئی مر جاؤنگی ہے وقت ابھی آجا اکبرؑ

نوحہ

یادِ شہؑ کی کرتی ہے بے قرار صغرا کو
بھائیوں کا رہتا ہے انتظار صغرا کو

باپ کی جدائی کا بھائیوں کی دوری کا
غم رلاتا رہتا ہے بار بار صغرا کو

چھوڑ کر مدینے کو سب چلے گئے گھر سے
کون دے تسلی اب غم گسار صغرا کو

اس لیئے بھی زندہ ہے دور رہ کر اصغرؑ سے
درد و غم اٹھانے ہیں دلفگار صغرا کو

سوچتی رہی صغرا بھائی بھی نہیں آیا
خط بھی شہ نہیں لکھتے سوگوار صغرا کو

جب غموں کی ماری کو خود سے دور رکھنا تھا
کیوں دیا تھا بابا نے اتنا پیار صغرا کو

خط یہ اپنے بابا کو آنسوؤں سے لکھا تھا
تم نہ کرنا زندوں میں اب شمار صغرا کو

نوحے اور ماتم کی شکل میں ظفر ہم لوگ
دے رہے ہیں اب پرسہ اشکبار صغرا کو

نوحہ

کہتی تھی کہ اب جینے سے بیزار ہے صغراؑ
کہہ دے کوئی اکبرؑ سے کہ بیمار ہے صغراؑ

جی کھول کے لے لے رُخِ اکبرؑ کی بلائیں
پھر بھائی سے ملنا ترا دُشوار ہے صغراؑ

لینے کے لئے بھائی کو بھیجا نہیں اب تک
بابا کو تو معلوم تھا لاچار ہے صغراؑ

آئیں تو سہی یاں سے مجھے لینے کو بھائی
ہر لمحہ سفر کے لیئے تیّار ہے صغراؑ

آوازِ اذاں سنتے ہی یاد آتے ہیں اکبرؑ
کس رنج و مصیبت میں گرفتار ہے صغراؑ

اس شہرِ مدینہ میں مُسلماں تو بہت ہیں
تنہا شہِ والا کی عزادار ہے صغراؑ

ہر وقت لگی رہتی ہیں دروازے پہ نظریں
کس کربِ مسلسل میں گرفتار ہے صغرؐا

اب کون دلاسہ دے لکھے کون تجھے خط
سجّادؑ بھی مجبور ہے لاچار ہے صغرؐا

اب کون کہے اُس سے کہ گھر لُٹ گیا بی بی
اب زینبؑ و کلثومؑ ہیں دربار ہے صغرؐا

اچھا ہی ہوا تم نہ گئیں ساتھ سفر میں
ماں بہنیں ہیں اور شام کا بازار ہے صغرؐا

صغرؐا سے کہے کون ظفر مر گیا وہ بھی
جس اصغرؑ ناداں سے تجھے پیار ہے صغرؐا

یا غریبُ الغُرباء

لب پہ ہے آہ و بُکا — یا غریب الغرباء
ہوتی ہے سینہ زنی — روتے ہیں اہلِ عزا

آپ پر ٹوٹے ہیں پردیس میں وہ ظلم و ستم
قید میں رہ کے اٹھائے ہیں بہت رنج والم
اپنے بچوں سے بھی ماموں نے ملنے نہ دیا
لب پہ ہے آہ و بُکا!

زندگی ساری ہی زندانِ ستم میں گذری
جو بچی قید سے شبیّر کے غم میں گذری
غم کی زنجیروں میں جکڑے تھے بظاہر تھے رہا
لب پہ ہے آہ و بُکا!

یہ بھی ناسُور ہے تارتن کے ناسُوروں میں
آپ کو زہر کھلایا گیا انگوروں میں
ظلم پردیس میں مظلوم پہ بے جُرم ہوا
لب پہ ہے آہ و بُکا!

ہائے معصومہ قم آپ کا غم سہہ نہ سکیں
بھائی کے رنج میں زندہ وہ بہن رہ نہ سکیں
بھائی کی موت کا معصومہ نے یوں زخم سہا

لب پہ ہے آہ و بُکا!

جیسے زینبؑ نے جدائی کے سہے رنج و محن
جیسے اکبرؑ سے نہیں مل سکی اکبرؑ کی بہن
بھائی مشہد میں رہا قم میں رہیں معصومہؑ

لب پہ ہے آہ و بُکا!

کربلا آج بھی مظلوم ہے ظالم ہیں یزید
اب بھی ہوتے ہیں زمانے میں عزادار شہید
دفن ہیں زیرِ لحد آج بھی اک مظلومہ

لب پہ ہے آہ و بُکا!

زندگی آج بھی تپتی ہے ظفر مشہد میں
اب بھی ہے خلد بریں کرب و بلا کی حد میں
شاہِ والا کے عزادار ہیں زہرا کی دعا

لب پہ ہے آہ و بُکا!

نوحہ

یہ نوحہ سناتی ہے تصویر بقیعہ کی
اُمّت نے اجاڑی ہے جاگیر بقیعہ کی

اُجڑی ہوئی قبروں پر کب روشنیاں ہونگیں
کب ہو گی خدا جانے تعمیر بقیعہ کی

ہر بار مسلماں کے ہاتھوں سے اُجڑ جانا
ہے آلِ نبیؐ جیسی تقدیر بقیعہ کی

مظلوموں کا مدفن ہے معصوموں کا مدفن ہے
ہے اِن ہی وسیلوں سے توقیر بقیعہ کی

کرتی ہے طواف آکر خوشبوئے جناں اُسکا
جس گھر میں بھی لگ جائے تصویر بقیعہ کی

اک ماں کی صدا آئی اے نورِ نظر آجا
جب آئے زیارت کو شبیرؑ بقیعہ کی

قبروں کو تو کر ڈالا مسمار لعینوں نے
لیکن نہ کبھی ان سے تنویر بقیعہ کی

لکھی ہے ظفر ابتک خونِ ابوطالبؑ سے
تاریخ کے ماتھے پر تحریر بقیعہ کی

نوحہ

گرم ریتی پر پڑا ہے جسکا لاشہ کون ہے
جو رہا پامالیوں کی زد پہ تنہا کون ہے

لاشِ اکبرؑ کی طرف حسرت سے دیکھا شاہ نے
پوچھا جب قاصد نے یاں صغرا کا بابا کون ہے

گردنِ اصغر نشانہ حرملا ناوک فگن
دیکھنا یہ ہے کہ اب رن میں تڑپتا کون ہے

رو کے زینب نے شبِ عاشور پوچھا شاہ سے
پشت پر خیمے کی یہ مصروفِ گریہ کون ہے

دیکھ کر سجاد کی جانب وہ بچی رو پڑی
شمر سے حاکم نے جب پوچھا سکینہ کون ہے

تشنگی کا شہ کی کچھ احساس کر شمرِ لعین
پوچھ لے دریا سے ہی ظالم کہ پیاسا کون ہے

maablib.org

شامیوں نے آ کے پوچھا سیدِ سجاد سے
قید خانے میں یہ رات آتے ہی روتا کون ہے

شمر سے دربار میں پوچھا یزیدِ نحس نے
ان اسیرانِ حرم میں بنتِ زہراؑ کون ہے

زیرِ خنجر تھی بظاہر رن میں آلِ مصطفےٰ
دیکھ لے دنیا کہ اب ذہنوں میں زندہ کون ہے

ہوگئی تھی انتہا ظلم و ستم کی اے ظفر
ورنہ یوں ماتم کسی انساں کا کرتا کون ہے

maablib.org

نوحہ

پسر شہید ہو گئے حسینؑ دیکھتے رہے
سبھی کے کٹ گئے گلے حسینؑ دیکھتے رہے

جو رَن میں تشنہ لب رہے وہ سیّدہؑ کے پھول تھے
خزاں کی نذر ہو گئے حسینؑ دیکھتے رہے

سکینہ تشنہ لب رہی نظر میں چھائی تیرگی
جریؑ کے ہاتھ کٹ گئے حسینؑ دیکھتے رہے

گئے کسی کی لاش پر کسی کا چھد گیا جگر
جگر پہ سب ستم سہے حسینؑ دیکھتے رہے

کوئی دلِ بتولؑ تھا کوئی حسنؑ کا پھول تھا
بدن بھی پائمال تھے حسینؑ دیکھتے رہے

گیا جو دشت میں صغیرؑ منتظر تھا اس کا تیر
بچے نہ گود کے پلے حسینؑ دیکھتے رہے

کہیں پسر کا خوں گرا کہیں جگر کا خوں گرا
لہو سے تر تھے راستے حسینؑ دیکھتے رہے
بکھر گئے زمیں پہ دُر کہیں پہ حبیب و حُرؑ
کہیں عزیز جا لبے حسینؑ دیکھتے رہے
عزیز و اقرباء کا خوں ظفر شہِ وفاؑ کا خوں
بہا نظر کے سامنے حُسینؑ دیکھتے رہے

نوحہ

یہ وقتِ عصر صدا گونجتی تھی جنگل میں ۔ حسینؑ جاتے ہیں مقتل میں سر کٹانے کو
سنبھالی زینبؑ و کلثومؑ نے ردا اپنی ۔ اُٹھے ہیں عابدِؑ مضطر ستم اٹھانے کو

ترس بھی کھاتے نہیں ہم پہ یہ ستم ایجاد ۔ یہ سوچتے رہے زندانِ شام میں سجادؑ
پڑا ہے وقت قیامت کا آج عابدؑ پر ۔ کوئی رہا نہ سکینہؑ کی لاش اٹھانے کو

ربابؑ و زینبؑ و کلثومؑ عابدؑ و باقرؑ ۔ سبھی مدینے چلے جائیں گے رہا ہو کر
بنائی قبرِ سکینہؑ جو اُس اندھیرے میں ۔ ربابؑ بھول نہ پائے گی قید خانے کو

چلے جو ہونگے مدینے کی سمت اہلِ حرم ۔ غریب و بے سر و سامان مضطر و پرنم
تو روکے زینبِ مضطر یہ سوچتی ہوگی ۔ جیونگی کیسے یہ رُودادِ غم سنانے کو

---

maablib.org

ہر ایک کام زمانے میں اس طرح سے کرو ۔ جیو تو حق پہ جیو اور مرو تو حق پہ مرو
بوقتِ عصر ترے کرب و بلا کے صحرا سے ۔ حسین دے گئے پیغام ہر زمانے کو

دکھائی دیتی ہے تاریخ آج بھی حیراں ۔ ہے یہ بھی فاطمہ زہرا کے لال کا احساں
حسین لے گئے تنہا بچا کے دینِ خدا ۔ یزید لاکھوں تھے مقتل میں خوں بہانے کو

یہ ظلم شامِ غریباں ہے شب ہے تیرہ شبی ۔ سکینہ تیرے مقدر میں تھی یہی تنہائی
وگرنہ حضرتِ عباسؑ نے لبِ دریا ۔ کٹائے ہاتھ تری مشک کو بچانے کو

ظفر قیامتِ صغریٰ بپا ہوئی بن میں ۔ عدو خیام جلانے کو آ گئے رن میں
پڑی ہے گنجِ شہیداں میں لاشۂ شبّر ۔ بچے ہیں سیّدِ سجّاد زخم کھانے کو

نوحہ

یادِ شبیرؑ میں یہ سارا جہاں روتا ہے
رَن میں جلتے ہوئے خیموں کا دھواں روتا ہے

سُن کے اکبرؑ کی اذاں زینبِ مضطر ہی نہیں
اس کے لہجے پہ تو ہر حرفِ اَذاں روتا ہے

لاشِ اکبرؑ پہ اکیلے نہیں گریاں سرورؑ
اس کے سینے پہ تو نیزے کا نشاں روتا ہے

جانے کیا کہہ گئے عباسِؑ جری بچوں کو
پانی کے واسطے اب کوئی کہاں روتا ہے

مسکرانا وہ ترا تیرِ ستم کھا کے صغیرؑ
اس ادا پر تو ہر اک پیر و جواں روتا ہے

نامہ صغرا نے یہ شبیرؑ کو اشکوں سے لکھا
آؤ بابا کہ مدینے کا مکاں روتا ہے

صرف عابدؑ ہی نہیں روئے تری چادر کو
زینبؑ خستہ جگر سارا جہاں روتا ہے

ہتھکڑی بیڑی نے ماتم کیا جس کے غم میں
اُس کے زخموں پہ تو خود طوقِ گراں روتا ہے

بولے اطفالِ حسینؑ سے یہ سوکھے کوزے
پیاس کے مارو تمہیں آبِ رواں روتا ہے

کربلا والوں کی حالت پہ ظفر کے ہمراہ
اے مُسیّب ترا اندازِ بیاں روتا ہے

نوحہ

حسینؑ کرب و بلا کی جانب جو شہرِ یثرب سے جا رہے ہیں
یہ شام و کوفہ کے ہیں منافق جو اِن کو مہماں بلا رہے ہیں

یہ بات جب طے ہوئی کہ دیں کو شہادتیں ہی حیات دیں گی
تو فاطمہؑ کے جگر کے ٹکڑے لہو سے مقتل سجا رہے ہیں

قضا کے ہاتھوں نے دینِ حق کو جو گھیرا کرب و بلا کے بن میں
حسینؑ اکبرؑ کو پیش کر کے نبیؐ کے دیں کو بچا رہے ہیں

جو شامِ عاشور دن میں آئی قیامتوں کا پیام لائی
وہ لاشِ اکبرؑ رکھی تھی لا کر یہ لاشِ بے شیر لا رہے ہیں

یہ اُمِّ فروہ کا لاڈلہ ہے یہ نوجواں قلبِ مجتبیٰؑ ہے
یہ کلمہ گو نیزہ و سناں سے اسی کو دولہا بنا رہے ہیں

ہیں مصطفیٰؐ کے حرم کھلے سر ردائے زینبؑ نہیں ہے سر پر
دیارِ کوفہ میں آج عابدؑ لہو کے آنسو بہا رہے ہیں

جنازے بے گور و بے کفن ہیں لہو میں تر کتنے گلبدن ہیں
دھواں تو کعبے سے اٹھ رہا ہے لعین خیمے جلا رہے ہیں

ظفرؔ تڑپتے ہیں خشک کوزے ہے جاں بلب تشنہ لب سکینہؑ
فُراتِ کرب و بلا سے سرورؑ علم اٹھا کر جو لا رہے ہیں

نوحہ

دیں بچانا تھا جو سرورؑ زیرِ خنجر چُپ رہے
ایک سرور کیا سرِ مقتل بہتّر چُپ رہے

دیر تک کتنی رگوں نے حمد کی اللہ کی
سجدۂ آخر میں جب سبطِ پیمبرؐ چُپ رہے

شاہ سے بہتے لہو نے کہہ دیا سینے کا حال
زانوئے شبیر پر مقتل میں اکبرؑ چُپ رہے

خشک مشکیزہ دکھا کر مانگی مرنے کی رضا
سامنے سرور کے عباسؑ دلاور چُپ رہے

مار کر تیرِ ستم منہ پھیر کر رُوئے لعیں
مسکرا کر شاہ کے ہاتھوں پہ اصغرؑ چُپ رہے

یادِ صغراؑ نے کیا ہوگا جو دل کو بے قرار
آ کے محرابِ اذاں پر کیوں نہ اکبرؑ چُپ رہے

چادریں چھنتی رہیں روتی رہیں سیدانیاںؑ
بیڑیاں پہنے ہوئے سجادِؑ مضطر چُپ رہے

استغاثے کی صدا سن کر ظفرؔ رو یا فلک
دیکھیے ہَل مِن کی صدا سبطِ پیمبرؐ چُپ رہے

نوحہ

صفِ ماتم بچھاؤ آگیا ماہِ عزا لوگو
تمہیں آواز دیتے ہیں شہیدِ کربلا لوگو

وہ جسکو چومتے تھے مصطفٰےؐ اور فاطمہ زہراؑ
اُسی سوکھے گلے پر شمر کا خنجر چلا لوگو

بچانے کون آئے گا سبھی سوتے ہیں مقتل میں
جلے خیموں میں بیٹھے ہیں اسیرانِ جفا لوگو

کہا یہ سیدِ سجادؑ نے رو کر لعینوں سے
ردا زینبؑ کی چھینی ہے تمہیں کیا ہوگیا لوگو

maablib.org

نہ جانے کیوں لہو رونے لگیں بیمار کی آنکھیں
جب آیا شام کی راہوں میں بازارِ جفا لوگو

نہ چھینو گوشوارے کہتی تھی مقتل میں اک بچّی
نہ مانے تم تو پھر عمّو کو دیتی ہوں صدا لوگو

ظفرؔ دیوارِ زنداں سے صدا رونے کی آتی تھی
سکینہؑ رو کے دیتی تھی جو بابا کو صدا لوگو

نوحہ

کیسا ستم ہوا ہے خدایا فرات پر
پیاسا رہا نبیؐ کا نواسہ فرات پر

بنتِ علیؑ کی چھینی گئی سر سے جب ردا
تڑپا علیؑ کے لال کا لاشہ فرات پر

جب شمرؔ کے طمانچے سکینہؑ نہ سہہ سکی
عموّ کو جا کے اس نے پکارا فرات پر

روتی رہیں جلے ہوئے خیموں میں بیبیاںؑ
چھایا کچھ اس طرح سے اندھیرا فرات پر

کہہ دے کوئی یہ زینبِؑ خستہ جگر سے کاش
سر پر ردا نہ ہو تو نہ جانا فرات پر

جانے کہاں پہ کٹ کے گرے تھے جریؑ کے ہاتھ
اے زائرو یہ سوچ کے جانا فرات پر

گریہ کروں گا روضۂ عباسؑ پر ظفر
اِک دن پڑھونگا جا کے یہ نوحہ فرات پر

نوحہ

درسگاہِ لا الٰہ ۔ کیوں ہے کربلا کی خاک
یعنی مرکزِ نگاہ ۔ کیوں ہے کربلا کی خاک

مجھ سے پوچھتے ہو کیا قلبِ حُر سے پوچھ لو
بے پناہوں کی پناہ ۔ کیوں ہے کربلا کی خاک

انبیاءِ مُرسلین اور صالحین کی
مستقل قیامگاہ کیوں ہے کربلا کی خاک

دہر کو بتا گئے صوفیانِ باہنر
دین اور دیں پناہ کیوں ہے کربلا کی خاک

شاہ سو رہے ہیں کیا تیری خاک اوڑھ کر
آدمی کی سجدہ گاہ کیوں ہے کربلا کی خاک

تجھ کو تیغ پر ملیں کامیابیاں کہاں
خوں تری پناہ گاہ کیوں ہے کربلا کی خاک

کیا ستم ہوئے یہاں فاطمہؑ کے لال پر
اشک نوحہ اور آہ کیوں ہے کربلا کی خاک

زندگی یہیں ملی دینِ حق کو اے ظفر
زندگی کی شاہراہ کیوں ہے کربلا کی خاک

maablib.org

نوحہ

صبحِ عاشورہ سے پہلے تھے سبھی منظر خموش
خانۂ یثرب میں صغرا، دشت میں اکبرؑ خموش

اُمِ لیلیٰ اور زینبؑ دیر تک روتی رہیں
جب اذانِ صبح دے کر ہوگئے اکبرؑ خموش

رو رہا ہے یاں گلے مِل مِل کے تیرِ حُرملا
پھیر کر سوکھی زباں ہونٹوں پہ ہیں اصغرؑ خموش

سسکیوں میں دب گئی اِک اُجڑی ماں کی مامتا
ہوگیا تھا بجھ کے جب گہوارۂ اصغرؑ خموش

قاصدِ صغرا سے خط لیکر شہِ دیں رو دیئے
اور رہا ریگِ تپاں پر لاشۂ اکبرؑ خموش

وقتِ رخصت صبر کی تلقین کرتے گر نہ شاہؑ
کیسے ممکن تھا کہ رہتے عابدِؑ مضطر خموش

جو کٹی تھیں وہ رگیں محوِ تلاوت ہو گئیں
شہ رگِ سرورؑ پہ چل کر ہو گیا خنجر خموش

منظرِ شامِ غریباں سے علیؑ بنکر اٹھیں
دس محرّم تک رہی تھیں زینبؑ مضطر خموش

شمرؔ سے مانگا نہ پانی تشنگی کے باوجود
یوں ہوئی بعدِ شہِ دیں شاہ کی دختر خموش

ہل گئے وہ فاطمہؑ صغراؑ کی آہوں سے ظفر
مدّتوں سے تھے جو سونے گھر کے بام و در خموش

maablib.org

نوحہ

خزاں کچھ ایسی آئی تھی محمدؐ کے گلستاں پر
خموشی موت کی چھائی رہی شامِ غریباں پر

ہوئے تھے کب حسینؑ ابن علیؑ کے جسم پر حملے
یہ تیر و نیزہ و شمشیر کے حملے تھے قرآں پر

نہ ماتم کر سکیں زینبؑ گر اپنے مرنے والوں کا
مگر روتی ہے روحِ فاطمہؑ گنجِ شہیداں پر

جو اپنے ہی نبیؐ کی بیٹیوں کو بے ردا کر دے
ہو لعنت ایسے انساں پر ہو تُف ایسے مسلماں پر

یہ کہتے جا رہے تھے سر جھکائے شام میں عابدؑ
الٰہی یوں نہ غم ٹوٹیں کسی مظلوم انساں پر

یہ مقتل میں کہا زینبؑ سے رو رو کر سکینہؑ نے
کسی کو دکھ نہیں ہوتا مرے حالِ پریشاں پر

سکینہؑ کو نہ نیند آتی نہ دن کو چین ملتا تھا
عجب ویرانیاں تھیں شام کے تاریک زنداں پر

ظفرؔ یہ جو غمِ سرورؑ ہر اک غم کا مداوا ہے
مریضِ کربلا کا فیض ہے فکرِ پریشاں پر

نوحہ

شہیدوں کو درِ جنّت کی خوشبو ڈھونڈتی ہوگی
جنابِ حمزہؑ کی میت شہ کا زانو ڈھونڈتی ہوگی

نکل کر جلتے خیموں سے سکینہؑ شامِ غربت میں
اندھیرے دشت میں عموؑ کے بازو ڈھونڈتی ہوگی

جہاں پر چاند گہنایا تھا مقتل میں شہِؑ دیں کا
وہاں لیلیٰ علی اکبرؑ کے گیسو ڈھونڈتی ہوگی

شہِؑ والا کے زخموں پر چھڑکنے کے لئے اب بھی
جنابِ فاطمہؑ کی روح آنسو ڈھونڈتی ہوگی

ردا زینبؑ کی جب چھینی گئی ہوگی سرِ مقتل
وہ اپنے بھائیوں کو دن میں ہر سو ڈھونڈتی ہوگی

جریؑ کی لاش لرزی ہوگی دریا کی ترائی میں
رسن مقتل میں جب زینبؑ کے بازو ڈھونڈتی ہوگی

ظفرؔ بعدِ قضا زیرِ کفن تربت کی تاریکی
نشانِ ماتمِ سرورؑ کے جگنو ڈھونڈتی ہوگی۔

نوحہ

الوداع الوداع الوداع الوداع ۔ الوداع اے شہِ کربلا الوداع
قید ہو کر چلے تو یہ بولے حرمؑ ۔ اے شہیدانِ تیغِ جفا الوداع

علقمہ سے گزرنے لگے جب حرمؑ ۔ بڑھ گئے پھر سکینہؑ کے رنج و الم
زخمی کانوں پہ ہاتھوں کو رکھ کر کہا ۔ اے مرے سقّے میرے چچا الوداع

جب رسن رن میں سیدانیوں کے بندھی ۔ ایک دکھیاری ماں کی یہ فریاد تھی
تجھکو تیروں سے پانی پلایا گیا ۔ اے مرے اصغرؑ بے نوا الوداع

پھر اسیروں پہ غم کی گھٹا چھا گئی ۔ کتنے بچے تھے جنکو زمیں کھا گئی
راہِ کوفہ میں رہ رہ کے کہتی رہی ۔ غمزدہ ماؤں کی ماستا الوداع

ہنر قبضے میں لیکر نہ پانی پیا ۔ جس سے پانی چھوا ہاتھ کٹوا دیا
اے علمدار سقّائے اہلِ حرم ۔ الوداع آسمانِ وفا الوداع

maablib.org

دب گئیں قید خانے میں سب سسکیاں ۔ بڑھ گئیں قید خانے کی تاریکیاں
روتے روتے ہی کہکے یہ گُل ہو گیا ۔ سُونے زندان کا اک دیا الوداع

جب رہائی کی عابدؑ نے پائی خبر ۔ اور جانے لگے شام سے اپنے گھر
قبرِ بالی سکینہؑ لرزنے لگی ۔ روکے سجادؑ نے جب کہا الوداع

ہائے ویران عزا خانے ہونے لگے ۔ بڑھ گئے تعزیئے اور علم بڑھ گئے
آنکھ سے گر کے اشکوں نے نوحہ کیا ۔ غمزدہ دل نے روکر کہا الوداع

کاش میثمؔ رہیں سال بھر مجلسیں
حشر تک مستقل ہوں ظفرؔ مجلسیں
کیا بتائیں کہ کس دل سے روتے ہوئے
کہہ رہے ہیں ہم اہلِ عزا الوداع

نظمیں اور ترانے

maablib.org

شہدائے کوئٹہ کے نام

السّلام اے کوئٹہ کے جاں نثارو السّلام
جاء نمازوں پر شہادت کے ستارو السّلام

جان دیکر زندگی کو حوصلے تم نے دیئے
ان اندھیروں میں شہادت کے دیئے روشن کیئے
اے حسینی عزم کے پروردگارو السّلام

دوڑتی تھی جن رگوں میں الفتِ آلِ عبا
خوں کی صورت جن رگوں میں تھی عزائے کربلا
اُن رگوں سے بہنے والی خوں کی دھارو السّلام

دیس کے بارہ سپاہی ساٹھ تھے سجدہ گزار
اپنے سینوں پر سجا کر چل دیئے زخموں کے ہار
مرحبا ایوانِ غم کے تاجدارو السّلام

تم کو قسمت نے شہادت بھی عظیم الشّان دی
وہ نمازِ جمعہ اور سجدے میں تم نے جان دی
اے شہیدانِ خدا سجدہ گذارو السّلام

مثلِ حیدر تم بھی دنیا سے گئے ہو کامیاب
کر دیا تم نے یزیدِ وقت کو بھی بے نقاب
اے دلیرو اے بہادر شاہکارو السّلام

پھول کی صورت تمہارا سُرخ چہرہ کھِل گیا
خوں تمہارا کربلا والوں کے خوں میں مل گیا
مقصدِ کرب و بلا کے راز دارو السّلام

تم نے اپنے خون سے لکھّی ہے روادِ ستم
سائباں سر پر تمہارے ہے شہادت کا علم
اے بلوچستان کے مقتل نگارو السّلام

کہہ دیا لبیک یا مظلوم مولا العجل
اور لگایا نعرۂ حیّ علیٰ خیر العمل
راہِ میدانِ عمل کے شہہ سوارو السلام

آج تم تھے اِس نشانے پر تو کل ہم بھی تو ہیں
نُصرتِ شہ کے عقیدے میں اٹُل ہم بھی تو ہیں
اے عزائے شاہِ دیں کے پاسدارو السلام

تم ہو قرآنِ شہادت تم ہو قرآنِ وفا
زیست کیا ہے تم نے سمجھایا شہیدِ کربلا
امرِ حق کی آیتو قرآں کے پارو السلام

روئے ہو تم بھی بہتّر کے جنازوں پر مگر
ہو گئی تھی انتہائے دردو غم سجادؑ پر
اے شہیدوں کے عزیز و غم کے مارو السلام

انتقامِ کربلا کا دن منانے کے لئے
پھر کوئی مختار آئے گا زمانے کے لئے
اے گلستانِ شہادت کی بہارو السلام

اے شہیدو نوکِ نیزہ پر تمہارے سر نہیں
ہیں تمہاری بی بیاں پردے میں بے چادر نہیں
اپنی حد میں کربلا کے وارثہ دارو السلام

مائیں روتی ہیں ظفر بچوں کے بستے دیکھ کر
بھائیوں کو بہنیں روتی ہونگیں رستے دیکھ کر
اپنی ماؤں بہنوں کی آنکھوں کے تارو السلام

السلام اے کوثر کے جاں نثارو السلام

maablib.org

نظم

جعفریہ الائنس کی لبیک یا حسینؑ تحریک کے زمانے میں لکھی

کر نہ پائے جو اجرِ رسالت ادا اُس مسلمان کو میں نہیں مانتا
وہ جو ظلم و تشدّد پہ خاموش ہے ایسے انسان کو میں نہیں مانتا

آپ جھوٹوں کو صادق بناتے رہے بزدلوں کو بہادر کہا آپ نے
کُلِّ ایماں سے جس کو نسبت نہ ہو اس کے ایمان کو میں نہیں مانتا

اہلبیتؑ نبیؐ کا قصیدہ ہے یہ جس کو مولا نے مولا پہ نازل کیا
جس کے قرآن میں ھَل اتیٰ ہی نہ ہو اس کے قرآن کو میں نہیں مانتا

ہم ملنگوں کو تسلیم ہے وہ چمن جس میں کھلتے رہے ہوں گُلِ پنجتنؑ
فصل ہی جس میں بغضِ علیؑ کی لگے اُس گلستان کو میں نہیں مانتا

اُس کی وابستگی ہے نجس خون سے جو نبیؐ کے نواسے کو باغی کہے
جو یزید ایسے ظالم کی عزّت کرے ایسے مروان کو میں نہیں مانتا

کون گمراہ ہے کون حق آشنا مہدیؑ دیں بتا دیں گے آکر تمہیں
آلِ عمران کو تم نہیں مانتے نسلِ سفیان کو میں نہیں مانتا

بولتا ہے جو چنگیزیت کی زباں چاہتا ہے کہ مٹ جائے امن و اماں
جس کو انسانی جانوں کی پروا نہ ہو ایسے حیوان کو میں نہیں مانتا

کون گستاخ ہے کون ہے باوفا فیصلہ یہ بھی تاریخ نے کر دیا
لفظِ قرطاس کو تم نہیں مانتے لفظِ ہذیان کو میں نہیں مانتا

حیثیت کیا ہے باغِ فدک کی بھلا باغِ جنت کی ہیں مالکہ سیدہؑ
وہ جو دربارِ دنیا سے صادر ہوا ایسے فرمان کو میں نہیں مانتا

قوم کے بے ضمیر دل سے کہے کوئی وقت اب یہ گھروں میں چھپنے کا ہے
جانتے بوجھتے بس جو انجان ہے ایسے انسان کو میں نہیں مانتا

کیا نبیؐ کے نواسوں سے افضل ہو تم اپنے حجروں سے باہر نکلتے نہیں
مرد کی شان بڑھتی ہے میدان میں بزدل انسان کو میں نہیں مانتا

دُنیوی بادشاہوں پہ لکھی ہے جو کھو کھلے لفظ ہیں شاعری کب ہے وہ
جس میں آلِ نبیؐ کے قصیدے نہ ہوں ایسے دیوان کو میں نہیں مانتا

چاہتے ہو اگر خانہ جنگی نہ ہو حکمرانوں بس اب ہوش میں آؤ تم
قاتلوں کو سرِ عام لٹکاؤ اب ' صِرف اعلان کو میں نہیں مانتا

جب کمیلی سے جانباز ہوں راہبر کیوں نہ پاؤں چھوٹے آکے فتح و ظفر
جس سے باطل کی صف میں تباہی نہ ہو ایسے طوفان کو میں نہیں مانتا

کون گمراہ ہے کون حق آشنا مہدیؑ دیں بتا دیں گے آکر تمہیں
آلِ عمران کو تم نہیں مانتے نسلِ سُفیان کو میں نہیں مانتا

بولتا ہے جو چنگیزیت کی زباں چاہتا ہے کہ مٹ جائے امن و اماں
جس کو انسانی جانوں کی پروا نہ ہو ایسے حیوان کو میں نہیں مانتا

کون گستاخ ہے کون ہے باوفا فیصلہ یہ بھی تاریخ نے کر دیا
لفظِ قرطاس کو تم نہیں مانتے لفظِ ہذیان کو میں نہیں مانتا

حیثیت کیا ہے باغِ فدک کی بھلا باغِ جنت کی ہیں مالکہ سیّدہؑ
وہ جو دربارِ دنیا سے صادر ہوا ایسے فرمان کو میں نہیں مانتا

قوم کے بے ضمیروں سے کہہ دے کوئی وقت اب یہ گھروں سے نکلنے کا ہے
جانتے بوجھتے بھی جو انجان ہے ایسے انسان کو میں نہیں مانتا

کیا نبیؐ کے نواسوں سے افضل ہو تم اپنے حجروں سے باہر نکلتے نہیں
مرد کی شان بڑھتی ہے میدان میں بزدل انسان کو میں نہیں مانتا

دُنیوی بادشاہوں پہ لکھی ہے جو کھو کھلے لفظ ہیں شاعری کب ہے وہ
جس میں آلِ نبیؐ کے قصیدے نہ ہوں ایسے دیوان کو میں نہیں مانتا

چاہتے ہو اگر خانہ جنگی نہ ہو حکمرانوں بس اب ہوش میں آؤ تم
قاتلوں کو سرِ عام لٹکاؤ اب، صرف اعلان کو میں نہیں مانتا

جب کمیلی سے جانباز ہوں راہبر، کیوں نہ پاؤں میں چھوٹے آکے فتح و ظفر
جس سے باطل کی صف میں تباہی نہ ہو ایسے طوفان کو میں نہیں مانتا

---

maablib.org

نظم

جعفریہ الائنس کی جیل بھرو تحریک کے موقع پر لکھی

کس لیئے یہ زلزلہ باطِل کے ایوانوں میں ہے
احتجاج اپنا ابھی تو بس عزا خانوں میں ہے

تم نے سوچا تھا کہ رُک جائے گا ذکرِ اہلبیتؑ
دیکھ لو سفیانیو یہ ذکر اب تھانوں میں ہے

یہ زمانے کی ہوا چھو ہی نہیں سکتی تجھے
شمع سے کہدو کہ جبتک جاں پروانوں میں ہے

بُت شکن کے ماننے والوں کو یکجا دیکھ کر
پھر ہراس و خوف، پھر ہلچل صنم خانوں میں ہے

انتہائے ظلم پر خاموش تھے خاموش ہیں
دیکھ لیجئے کسقدر غیرت مسلمانوں میں ہے

بھیج دے مولاؑ جہاں میں پھر کسی مختار کو
دینِ احمدؐ کا سفینہ پھر سے طوفانوں میں ہے

وہ علی حسنین کا ہو یا رضی حیدر کا خوں
خونِ ناحق حکمرانوں کے گریبانوں میں ہے

بہہ رہا ہے جسکے ہاتھوں سے عزاداروں کا خوں
کب شمار ایسے مسلمانوں کا انسانوں میں ہے

دیکھنا یہ ہے علیؑ والوں کو اے نسلِ یزید
اسلحہ کتنا تمہارے اسلحہ خانوں میں ہے

راہِ حق میں دے نہیں سکتا وہ قربانی کبھی
جسکا اٹھنا بیٹھنا ملت کے نادانوں میں ہے

جانتے ہیں کون دشمن ہے ہمارا کون دوست
ہوش ابھی اتنا ظفر ہم ایسے دیوانوں میں ہے

maablib.org

"شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے"

یہی ہیں دشت کو جنہوں نے گلستاں بنالیا
جو ارشادِ دیں میں منفرد مقام پا لیا
یہ کہہ کے زندگی نے موت کو گلے لگالیا
شہید کی جو موت ہے

جو اپنے خونِ دل سے دین کا چمن سجا گئے
کہیں سے بھی چلے مگر وہ سیدھے کربلا گئے
وہ وقت کے یزیدؔ و شمرؔ کو یہی بتا گئے
شہید کی جو موت ہے

جو ہو گئے شہید دین کی بقا کے واسطے
بقائے ماتم و عزائے کربلا کے واسطے
پیام انکا ہے جہانِ بے وفا کے واسطے
شہید کی جو موت ہے

جو کربلا کی سمت حر کیطرح قبلہ رُو گئے
نمازِ عشق کے لئے جو ہو کے باوضو گئے
یہ کہہ کے بارگاہِ سیدہؑ میں سُرخرو گئے
شہید کی جو موت ہے

عزائے شہ کے دشمنو مٹا نہ پاؤ گے ہمیں
صراطِ مستقیم سے ہٹا نہ پاؤ گے ہمیں
یہ سر تو کاٹ لو مگر جھکا نہ پاؤ گے ہمیں
شہید کی جو موت ہے

اٹھو کہ ذکرِ کربلا میں باقی رات کاٹ دو
جو شور و شر میں مبتلا ہیں انکی بات کاٹ دو
اٹھو اٹھو کہ ظلم کی رگِ حیات کاٹ دو
شہید کی جو موت ہے

maablib.org

ظفر دعا کرو امامؑ کے قیام کے لیئے
جو آرہا ہے کربلا کے انتقام کے لیئے
یہی صدا ہے جسکی دین کے نظام کے لیئے
شہیدؑ کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے

ترانہ

"اپنی جاں نذر کروں اپنی وفا پیش کروں"
اے شہِ کرب و بلا آپ کو کیا پیش کروں

شاہ کہتے تھے کہ مٹتے ہوئے دیں دیکھتا ہوں
میرے اللہ لہو رنگ زمیں دیکھتا ہوں
اب اجازت ہو تو ھَل مِن کی صدا پیش کروں

اپنا اصغرؑ سا پسر خوں میں نہاتے دیکھوں
اشک میں اپنی سکینہؑ کو بہاتے دیکھوں
دینِ حق چاہے تو میں اپنا گلا پیش کروں

تجھکو بے دینوں کے ہاتھوں سے بچانے کے لئے
دھوپ زخموں کی ترے سر سے ہٹانے کے لئے
دینِ احمد تجھے زینبؑ کی رِدا پیش کروں

حق پرستوں کا ہوا سانس بھی لینا دشوار
قتل گاہوں کو سجانے لگے پھر ظُلم شِعار
سُنّتِ شہ میں سر اپنا اے خدا پیش کروں

خونِ ناحق جو بہا ہے نہ چھپانے دیں گے
آنچ عباسؑ کے پرچم پہ نہ آنے دیں گے
اِذن دے اپنا لہو فرشِ عزا پیش کروں

قتل ہوتا ہے کوئی شہ کی محبت میں اگر
نزع میں آتے ہیں پھر اُسکے سرہانے حیدرؑ
اور کہتے ہیں تجھے آبِ بقا پیش کروں

خُلد سے کہتے ہیں پھر احمدِ مختارؐ آجا
فاطمہؑ کہتی ہیں سرورؑ کے عزادار آجا
کربلا کہتی ہے آ خاکِ شفا پیش کروں

یہ مودّت کے حسیں پھولوں کا گلدان ظفر
جسکو کہتا ہوں میں اشعار کا قرآن ظفر
کاش جاکر میں سرِ کرب و بلا پیش کروں

MAAB 1431
maablib.org

اِتّحاد

جو نہ رہ پائے سرِ بزمِ پیمبرؐ متّحد
وہ بھلا اس دور میں ہو جائیں کیونکر متّحد

اک مسلماں رہ گیا فرقہ پرستی کے لئے
ہو رہے ہیں آج بھی باطل کے لشکر متّحد

اب بھی آجاؤ مسلمانو علم کے سائے میں
فائدہ کیا گر ہوئے تم کھا کے ٹھوکر متّحد

زور اسکا ٹوٹ جاتا ہے بکھر جاتا ہے وہ
اس لیے رہتا ہے اے یارو سمندر متّحد

ٹولیوں کی شکل میں جو آج آتے ہیں نظر
یاالٰہی کاش ہو جائیں وہ رہبر متّحد

ایسے لوگوں کا سمجھ لیجئے سقیفے سے ہے ربط
ہو رہے ہیں جو برائے بغضِ حیدرؑ متّحد

منتخب کردار کے انساں تھے جو اک مرتبہ
ایک مقتل میں نظر آئے بہتّر متّحد

صفحۂ تاریخ پر آتے نہ صفّین و جمل
کاش ہو جاتے وہ اصحابِ پیمبر متّحد

منتشر دیکھو کیا کیسے حسینؑ عزم نے
کربلا میں تھے اگرچہ سب ستمگر متّحد

ہر یزیدی فکر کو نابود کر کے لیں گے دم
ہو گئے جس دن عزادارانِ سرورؑ متّحد

اے ظفر ہوتے ہیں اُن میں کتنے گہرے اختلاف
وہ جو منبروں پر نظر آتے ہیں اکثر متّحد

maablib.org

ماں

بچّوں کے گِرد ردِّ بلا کا حصار ہے
ماں تپتی دُھوپ میں شجرِ سایہ دار ہے

اس کے بغیر پرورشِ طِفل ہے عذاب
ماں اس لیئے عطیۂ پروردگار ہے

دُنیا میں نفرتوں کے اندھیرے ہیں چار سُو
ماں روشنی ہے مامتا ہے اور پیار ہے

آغوش ماں کی دیتی ہے اولاد کو سُکوں
ماں موسمِ خزاں میں بھی موجِ بہار ہے

وہ ماں تھی جو تڑپتی تھی گھر میں مرے بغیر
اب سوچتا ہوں کس کو مرا انتظار ہے

maablib.org

گر ماں کا دم نہیں تو کہاں لطفِ زندگی
ماں کے وجود ہی سے تو گھر کا نکھار ہے

دھو دیتی اپنے اشکوں سے ہوتی جو آج ماں
یہ جو ہمارے چہروں پہ غم کا غبار ہے

دُنیا میں جب رہیں نہ حسینؑ و حسنؑ کی ماں
پھر موت پر جہاں میں کسے اختیار ہے

ماں کی جُدائی صبحِ قیامت سے کم نہیں
ہر آنکھ اشکبار ہے دل سوگوار ہے

کر ہی دیا ظفرؔ شہِ والا کے غم نے کم
اولاد کے دلوں پہ جو یہ غم کا بار ہے

شہباز قلندر

ہو گی ولا کی روشنی شہباز کے مزار پر
مل جائے گی قلندری شہباز کے مزار پر

یہ بھی علیؑ کے عشق میں جاں وارنے کا فیض ہے
بٹتا ہے رزقِ زندگی شہباز کے مزار پر

نورِ قلندری کو تم دل کی نظر سے دیکھنا
چھٹتی ہے دل کی تیرگی شہباز کے مزار پر

شعبان کے مہینے میں ہوتا ہے عُرس آپ کا
بڑھتی ہے اور دلکشی شہباز کے مزار پر

آتے ہیں دُور دُور سے مولائیوں کے قافلے
سجتی ہے بزمِ حیدری شہباز کے مزار پر

مذہب کسی کا کچھ بھی ہو سیہون کی سرزمین پر
کرتے ہیں سب علیؑ علیؑ شہباز کے مزار پر

maablib.org

ہے بودے کا واقعہ اُن کے جلال کا پتہ
یہ بھی ہمیں خبر ملی شہباز کے مزار پر

دل کی سماعتوں سے سُن ابھری صدا علیؑ علیؑ
کِھلتی ہے جب کوئی کلی شہباز کے مزار پر

پھیل گئی فضاؤں میں شہرِ نجف کی روشنی
جب شمع کوئی جل اٹھی شہباز کے مزار پر

روحانیت کو دیکھ کر سہون کی خلد میں ظفر
روح ہماری رہ گئی شہباز کے مزار پر

maablib.org

علامہ نوراللہ شوستری

مستند و معروف سوز خوان حاجی سید فائق حسین دہلوی
کے حکم پر یہ نظم تحریر کی ۔

اہلِ ہندوستاں کا یوں بیدار ہونا تھا شعور
کر کے ہجرت شوستر سے آگیا اللہ کا نور

لایا اکبر سے بلند افکار انساں کی طرف
مذہبِ حقہ کی تبلیغ و اشاعت کا شرف

ہو گئے فائز جو منصب پر قضا کے شوستری
اپنی وسعت میں ہوئی ضوبار فقہِ جعفری

نسلِ زین العابدینؑ کا تھا جو وہ چشم و چراغ
اس کے سینے پر بھی تھے روشن غمِ سرورؑ کے داغ

بابِ شہرِ علم سے وابستگی پر ناز تھا
آگرے میں میثمِ تمارؑ کی آواز تھا

یوں جواں مردی سے دنیا کو دیا حق کا سبق
شہرۂ آفاق لکھی اک کتاب "احقاقِ حق"

مفتیٔ دربار نے کھولی جو فتوؤں کی دوکاں
ارضِ ہندوستان پر گونجی شہادت کی اذاں

اسوۂ میثمؑ کے پیرو نے رکھا جاری بیاں
شمرِ فطرت مفتیوں نے کھینچ لی اسکی زباں

مارتے تھے تازیانے یوں جہانگیری یزید
سیدِ سجادؑ سے رکھتا تھا نسبت وہ شہیدؒ

مارنے والوں کا اب باقی نہیں نام و نشاں
نورِ نور اللہ سے روشن ہے کُل ہندوستاں

آگرے کی سرزمیں پر کربلا کا نور ہے
یاں بھی اک فرزندِ زہرا قبر میں مستور ہے

قابلِ تحسیں ہیں سادات پھر سرا اے ظفر
ذکرِ نورُ اللہ کا سہرا بندھا فائق کے سر

عارف حسین الحسینی شہید

آپ اپنی ذات میں اِک کارواں عارف حسین
تھے یزیدی دور میں حق کی زباں عارف حسین

اب بھی اپنی اِنقلابی فکر میں زندہ ہیں وہ
ہو گئے ہیں گرچہ نظروں سے نہاں عارف حسین

اِس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا عقیدت کا خِراج
ہو مُبارک آپ کو باغِ جناں عارف حسین

یاد آجائے گی باطِل کو شکستِ کربلا
بن گیا جب قوم کا ہر نوجواں عارف حسین

جان دیکر تم نے راہِ عشق میں بعدِ نماز
یوں دکھایا ہمکو منزل کا نشاں عارف حسین

رہنما اِس قوم میں اب بھی بہت سے ہیں مگر
اب کہاں وہ مفتی جعفر اب کہاں عارف حسین

آج بھی اِس قوم کا ہر فرد کہتا ہے یہی
آپ کی اب بھی ضرورت ہے یہاں عارف حسین

اپنے عزم و حوصلے کی اور شجاعت کی ظفر
لکھ گئے ہیں اپنے خوں سے داستاں عارف حسین

maablib.org

مفتی جعفر زندہ باد

مِلّتِ جعفریہ کے رہبر مفتی جعفر زندہ باد
گلشنِ ایمانی کے گلِ تر مفتی جعفر زندہ باد

آپ سے لرزے ظلم کے ایواں آپ نے ٹالے جبر کے طوفاں
کوہِ شجاعت عزم کے پیکر مفتی جعفر زندہ باد

مظلوموں کے درد میں شامل ہر ظالم کے مدِّ مقابل
آپ تھے خود لشکر کے برابر مفتی جعفر زندہ باد

کیا کہنا اے قوم کے رہبر کل بھی یہی نعرہ تھا لبوں پر
آج بھی ہے ہر ایک کے لب پر مفتی جعفر زندہ باد

روتے سدا شبیرؑ کے غم میں گذرا وقت اسی ماتم میں
عاشقِ سرورؑ پیروِ حیدرؑ مفتی جعفر زندہ باد

maablib.org

قبر کے پھولوں سے آتی ہے جنت کے پھولوں کی خوشبو
لکھا ہے کلیوں نے لحد پر مفتی جعفر زندہ باد

وہ ہی فقیرانہ سی طبیعت ہر اقدام تھا مین شریعت
پیرو حیدر مثلِ قلندر مفتی جعفر زندہ باد

maablib.org

یہ علم یہ کربلا کی شام اے علیؑ کے شیر تیرے نام

(جشنِ طلوعِ آفتابِ شہادت کے موقع پر پیش کیا گیا۔)

آپ نے تراشی شخصیت
خوب کی پسر کی تربیت
پیش کر رہے ہیں تہنیت
فاطمہؑ کلابیہ کے نام

کربلا کی پاک سرزمیں
کب رکھیں گے اس پہ ہم جبیں
پرچمِ حسینؑ کے امیں
منتظر ہیں آپ کے غلام

یہ جو ہے وفا کی روشنی
ہے یہ اعترافِ بندگی
سایۂ علم میں ماتمی
بھیجتے ہیں آپ پر سلام

یہ دعا ہے جب تلک جیوں
سایۂ علم میں سانس لوں
یا الٰہی دیکھتا رہوں
پرچمِ حسینؑ صبح و شام

اے مرے عظیم رہنما
آپ سے یہی ہے التجا
وہ دمشق ہو کہ کربلا
ہو وہیں یہ زندگی تمام

maablib.org

جس کو آپ کا تھا انتظار
وہ سکینہؑ جگر فگار
گھر کے واسطے تھی بے قرار
بھا گیا اسے دیارِ شام

ایک جسم زخم بے شمار
اے سکینہؑ ہم ترے نثار
شاید اسطرح ملے قرار
ہوں قبول آنسوؤں کے جام

ہوں عطائیں مومنین پر
واسطہ بتولؑ کے پسر
ان کا واسطہ جو خوش نظر
ہو گئے شہید تشنہ کام

آج لب پہ ہے یہی دعا
پائیں سب مریض اب شفا
جو اسیر ہیں وہ ہوں رہا
التجا ہے یہ اسیرِ شام

ناصر و مُسیّب و رضا
ساجد و ظفر سہیل کیا
کر رہے ہیں مل کے سب دعا
اذن حاضری کا دیں امام

آپ کا علم اٹھائیں گے
جب ظفر امام آئیں گے
پھر یزیدیت مٹائیں گے
لیں گے کربلا کا انتقام

سَلامٌ علیک

وارثُ الانبیاءؑ سلامٌ علیک
دلبرِ مرتضیٰؑ سلامٌ علیک

کون ہے جسکی امداد تو نے نہ کی
سب کے مشکل کشاؑ سلامٌ علیک

تیرے پرچم کے سائے میں ہیں دوجہاں
غازیؑ باوفا سلامٌ علیک

کُل کفا ھل اَتیٰ اِنّما لافتیٰ
یعنی شیرِ خدا سلامٌ علیک

تیرے خوں سے ہوا دینِ حق سُرخرو
اصغرِؑ بے نوا سلامٌ علیک

maablib.org

تیرا لہجہ اذانوں میں ہے آج بھی
اکبرِ خوش نوا سلامٌ علیک

تیرے خُطبوں نے دی زندگی دین کو
زینبِ بے ردا سلامٌ علیک

آپکا منتظر ہے یہ سارا جہاں
حُجّتِ کبریا سلامٌ علیک

پھر ظفر جا کے مشہد میں دے یہ صدا
یا امامِ رضا سلامٌ علیک

MAAB 1431
maablib.org

مُصنّف کی وہ تصانیف جواب تک قارئینِ کرام کی نظر ہو چکی ہیں۔

- ... زم زم سے فُرات تک
- ... حرم سے اہلِ حرم تک
- ... نعت و منقبت

زیرِ نظر

- ... شمعِ ولا

تکمیل کے مراحل میں

- ... کعبۂ سُخن

ادارہ تبلیغ تعلیماتِ اسلامی پاکستان

کی شائع کردہ کتب و رسائل

اِن کے علاوہ کئی اہم کتب رسائل اور مضامین زیرِ طبع ہیں۔ مومنین تعاون فرمائیں

ادارے کے پاس تمام مراجع عظام کے اجازہ ہائے خمس و نذرات موجود ہیں

پی او بکس نمبر: 11430 فون نمبر: 6621410-6629921